ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ / صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

۲۴ / مئی ۱۹۶۸ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِیْقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ◆

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون والا (۲) ہیضہ والا (۳) غرق ہو جانے والا (۴) کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مر جانے والا (۵) اور خدا کے راستہ میں شہید ہو جانے والا (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِیْدَ فِیْکُمْ" قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ۔ قَالَ اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ، قَالُوْا: فَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَالْغَرِیْقُ شَهِیْدٌ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم آپس میں شہداء کن لوگوں کو شمار کرتے ہو، صحابہؓ نے عرض کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کر دیا جائے۔ وہی شہید ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو میری امت کے شہید بہت کم ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ پھر وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جائے۔ وہ تو شہید ہے ہی اور جو خدا تعالیٰ کے راستہ میں اپنی موت سے مر جائے۔ وہ بھی شہید ہے۔ اور جو طاعون میں مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ اور جو ہیضہ میں مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ اور غرق ہو جانے والا بھی شہید ہے (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ◆

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے۔ وہ بھی شہید ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوالاعور، سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ آپ ان دس حضرات میں سے ہیں جن کے متعلق دنیا ہی میں جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جائے۔ وہ شہید ہے اور جو اپنے خون کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے بیوی بچوں کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا صحیح ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَکَ" قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ؟ قَالَ "قَاتِلْهُ" قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ "فَاَنْتَ شَهِیْدٌ" قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ "هُوَ فِی النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے کے لئے آئے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تو اس کو اپنا مال مت دے۔ کہنے لگا اچھا آپ کی کیا رائے ہے۔ اگر وہ مجھ سے قتال کرنے لگے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے قتال کر۔ اس نے کہا بتلایئے۔ اگر وہ مجھ کو قتل کر دے فرمایا تو شہید ہوگا۔ اس نے کہا آپ کا کیا ارشاد ہے۔ اگر میں اس کو قتل کر دوں تو وہ جہنمی ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "کَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَیْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِیَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ◆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے لین دین کا معاملہ کیا کرتا تھا۔ اور اپنے کارندے سے کہہ رکھا تھا۔ کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس قرض لینے کے لئے جائے تو اس سے درگذر کر شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے (گناہ) معاف فرمائے، چنانچہ مرنے کے بعد) جب یہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَلَمْ یُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَیْرِ شَیْءٌ اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ یُخَالِطُ النَّاسَ وَکَانَ مُوْسِرًا، وَکَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ یَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِکَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم سے پہلے حضرات میں سے ایک شخص کا اس کے مرنے کے بعد حساب لیا گیا اس کی کوئی نیکی نہیں ملی۔ صرف اتنی بات تھی۔ کہ وہ لوگوں سے تجارتی میل جول رکھتا تھا۔ اور خود مالدار تھا۔ اور اپنے غلاموں کو اس نے حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست قرض دار سے درگذر کرنا (چنانچہ) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ فرشتوں سے فرمایا۔ کہ اس شخص سے درگذر کرو (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْ وَضَعَ لَهٗ اَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ◆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کے لئے (کچھ) کمی کر دی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ کے نیچے سایہ عطا فرمائیں گے۔ کہ جس روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۲۵ صفرالمظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳

(مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان)

اسلام ہی ایک اٹوٹ رشتہ ہے

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس منعقدہ موچی دروازہ لاہور میں شرکت کے لئے مشرقی پاکستان کے جو جلیل القدر علمائے کرام چند دن پہلے لاہور تشریف لائے تھے اور انہوں نے مختلف مقامات اور جلسوں میں جو تقاریر کیں اُن سے اخلاص، اسلام دوستی اور ایمان و یقین کی عظمت کے علاوہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان مکمل اتحاد و یک جہتی کی دلی تڑپ نمایاں طور پر جھلکتی نظر آتی تھی — چنانچہ مشرقی پاکستان کے ذہین و فطین صحافی اور ممتاز عالم دین مولانا محی الدین نے پچاس ساٹھ ہزار انسانوں کے اجتماع میں برملا طور پر اس امر کی تردید کی کہ مشرقی پاکستان کے عوام مغربی پاکستان سے علیحدگی چاہتے ہیں اور یہاں تک فرمایا کہ مشرقی پاکستان میں تو انہوں نے علیحدگی کی باتیں چند مفاد پرست لوگوں کے سوا کسی سے نہیں سنیں اور ایسے لوگوں کو وہاں عوام میں ہرگز کوئی مقبولیت حاصل نہیں۔ البتہ مغربی پاکستان میں ایسے قصے مشرقی پاکستان والوں کے متعلق ضرور سننے میں آتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی بعض لوگوں نے اپنی مخصوص مصلحتوں کے تحت یہ بات چلائی اور اس قسم کے راگ الاپے ہیں۔

انہوں نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان ایک اٹوٹ اور سب سے بڑا رشتہ ایمان کا رشتہ ہے، اسلام کا رشتہ ہے اور جب تک یہ رشتہ قائم ہے دنیا کی کوئی طاقت مشرقی اور مغربی پاکستان کو کسی طرح جدا نہیں کر سکتی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اگر اس رشتہ کو صحیح خطوط پر مضبوط بنایا جائے تو دونوں صوبوں کے درمیان سینکڑوں میل کی ظاہری مسافت سمٹ سکتی ہے اور زبان وغیرہ کا اختلاف بھی کوئی مشکل پیدا نہیں کر سکتا۔ نیز مشرقی پاکستان میں علیحدگی کی جس نام نہاد تحریک کا نام لیا جاتا ہے اس کا تصور بھی سرے سے ختم ہو سکتا ہے مگر سخت افسوس ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار اس رشتہ سے قطع نظر کر کے ریڈیو ٹیلی ویژن اور ناچ گانوں کے ثقافتی پروگراموں کے ساتھ مشرق اور مغرب کو جوڑنے کی کوششوں میں مصروف ہیں حالانکہ اس طرز عمل سے بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہوگا اور بدقسمتی سے اگر صحیح اسلام کا تصور ناپید ہو گیا اور اس بنیاد پر قائم رشتہ کٹ گیا تو دونوں صوبوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کبھی ممکن نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ بین الصوبائی اتحاد کو زندہ حقیقت بنانے کے لئے اسلامی رشتوں کو مضبوط بنانا، عوام میں اسلامی تعلیمات کو رواج دینا اور دینی روح کو جاری و ساری کرنا اشد ضروری ہے۔ مولانا محی الدین اور مشرقی بنگال کے دوسرے نامور، بے لوث اور عظیم علماء نے اس موقع پر مشرقی پاکستان کو عسکری لحاظ سے مضبوط بنانے کا بھی مطالبہ کیا جو یقیناً مغربی پاکستان کے باشندوں کی بھی دل کی آواز ہے کیونکہ کون نہیں جانتا کہ اگر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان سے بھی بھرپور حملہ کیا جاتا اور مغربی بنگال اور بہار وغیرہ میں بھارت کے اہم صنعتی مرکزوں کو نشانہ بنایا جاتا تو بھارت کو دونوں محاذوں

شورش کاشمیری کی نظربندی کیخلاف رٹ درخواست سماعت کیلئے منظور کرلی گئی

نظربند کو پشاور جیل میں منتقل کرنے اور طبی معائنہ کی رپورٹ عدالت میں پیش کرنے کے احکام

آغا شورش ایڈیٹر چٹان کو ۲۸ مئی کو عدالت میں پیش کیا جائے

حکومت کو عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کی ہدایت

لاہور - ۱۷ مئی (سٹاف رپورٹر) مسٹر بشیر الدین احمد اور مسٹر شوکت علی پر مشتمل عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے آج آغا شورش کاشمیری کی نظر بندی کے خلاف رٹ درخواست کی سماعت کے سلسلہ میں حکومت کے نام نوٹس جاری کیا ہے۔ کہ نظر بندی کے اسباب کے سلسلہ میں حکومت اپنا موقف واضح کرے۔ یہ فیصلہ ایڈیٹر چٹان کی نظربندی، چٹان پریس کی ضبطی اور ہفتہ وار چٹان کے ڈیکلریشن کی منسوخی سے متعلق سرکاری فائلوں کے ملاحظہ کے بعد کیا گیا۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے حکومت کو یہ ہدایت بھی کی ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خاں میں چونکہ موزوں طبی سہولتوں کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے ایڈیٹر چٹان کو پشاور جیل میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ حکم بھی دیا گیا ہے۔ کہ نظر بند کے طبی معائنہ کی رپورٹ عدالت میں پیش کی جائے اور ۲۸ مئی کو آغا شورش کاشمیری کو بھی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔

عدالت عالیہ نے اپنے احکام میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مرحلہ پر نظربند کی ضمانت پر رہائی کی درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا رہا اور جہاں تک وزیر اطلاعات مسٹر احمد سعید کرمانی کے اس موقف کا تعلق ہے کہ انہیں آئین کی دفعہ ۱۱ کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ اس مسئلہ پر بھی فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔

●

پر لڑنا سخت مشکل ہو جاتا اور بہت جلد اس کی گردنِ غرور خاک میں مل جاتی۔

ہم ان ارشادات کی روشنی میں حکومت پاکستان کے کارپردازوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بین الصوبائی اتحاد و یک جہتی کے لئے سطحی پروگرام اختیار کرنے کی بجائے اس ملک میں حقیقی اسلام کو فروغ دیں۔ ناچ گانوں، تھیٹروں، ڈراموں اور ثقافتی پروگراموں کی بساط لپیٹ کر رکھ دیں، نام نہاد تجدد کی سرپرستی اور اس کا شغل یکسر ختم کر دیں اور دین پسند حلقوں کو بیزار کرنے والے تحقیقاتی اداروں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیں اور اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اعتراف کر لیں کہ اسلام ہی اس ملک کو معرضِ وجود میں لایا تھا، اسلام ہی نے اس ملک کی حفاظت کی ہے، اسلام ہی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اسے مضبوط بنایا جا سکتا اور اس میں اتحاد و یک جہتی کی فضا کو قائم رکھا جا سکتا ہے اور اسلام ہی کی بقاء سے اس ملک کی بقا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

●

"غنڈہ گروں" کا احتساب بھی کیجیے!

گورنر مغربی پاکستان کی ہدایات کے تحت سارے مغربی پاکستان میں غنڈہ گردی اور جرائم کے استیصال کے لئے جو مہم چل رہی ہے ان کالموں میں ہم اسے ہدیۂ تبریک پیش کر چکے ہیں اور اس تمام کاروائی کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں لیکن ہماری رائے میں غنڈوں اور ان کے سرپرستوں کے ساتھ ساتھ اُن پولیس افسروں کے خلاف کاروائی بھی نہایت ضروری ہے جو غنڈوں سے مال کھا کھا کر اپنی توندیں بڑھاتے اور عوام کا خون نچوڑتے رہے ہیں۔ لوگوں کی عمومی رائے یہ ہے اور اس حقیقت سے گنجائشِ انکار نہیں کہ اگر پولیس افسر غنڈوں اور بدمعاشوں سے حصہ مقرر کر کے ان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی نہ کرتے تو کبھی غنڈہ گردی معاشرہ میں اس طرح نہ پنپ سکتی۔

پس حقیقی "غنڈہ گر" وہ پولیس افسر ہیں جو غنڈوں اور بدمعاشوں سے مقررہ رقمیں وصول کرتے اور ان کے کاروبار کو تقویت پہنچاتے رہے ہیں لہٰذا حکومت کو اپنی اوّلین فرصت میں پوری تحقیق کر کے ان "غنڈہ گروں" کا بھی فوری احتساب کرنا چاہئے۔ جن کی وجہ سے معاشرہ کا امن پامال اور عوام کی زندگیاں اجیرن ہو چکی تھیں۔ ورنہ یہی غنڈہ گر پولیس افسران چند دن گزرنے پر اپنی حرامخوری کی لت پوری کرنے کے لئے غنڈوں اور بدمعاشوں کے کاروبار کو اَز سرِ نو ہوا دینے لگیں گے یا معاشرہ میں نئے غنڈوں اور بدمعاشوں کو جنم دینے کا باعث بن جائیں گے۔ ہمیں امید ہے۔ گورنر مغربی پاکستان اور آئی، جی پولیس اس سلسلے میں فوری احکامات صادر فرما کر عوام کی پکار پر کان دھریں گے۔

ایبٹ آباد میں

ہفت روزہ خدام الدین
ریاض نیوز ایجنسی سے حاصل کریں۔

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

۲۸ر مئی بروز منگل صبح رچنا ایکسپریس کے ذریعے ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے جائیں گے۔ قیام محترم لالہ فیروز دین صاحب کشمیر سویٹ مارٹ کے ہاں ہوگا۔ مغرب کے بعد مجلس ذکر ہوگی۔ احباب مطلع رہیں۔ (حاجی بشیر احمد)

اعتذار

پرچہ کے اڑھائی صفحات احتساب کی نذر ہو گئے ہیں اور اس لئے زیرِ نظر شمارہ تاخیر سے قارئین کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ (نائب مدیر)

اپیل

زیرِ تعمیر جامع مسجد لواں کوٹ مہاجر آباد ملتان روڈ لاہور کی تعمیر کے لئے دل کھول کر امداد کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

پتہ: چوہدری عبد الواحد خزانچی جامع مسجد لواں کوٹ مہاجر آباد، ملتان روڈ لاہور۔

احساسِ فرض

چوہدری محمد یوسف منہاس، قلعہ دیدار سنگھ

مسلماں کے لہو میں گرمیٔ تاثیر باقی ہے
وہ جذبہ خود ہی بن جاتا ہے جو تقدیر باقی ہے

ہمیں حق و صداقت کے لئے مرنا بھی آتا ہے
کہ دل میں احترامِ سنتِ شبیرؓ باقی ہے

یقیں جن کو نہ ہو وہ دیکھ لیں تاریخِ عالم میں
ہمارے کارناموں کی یہی تفسیر باقی ہے

وہ جس کی ضرب نے سازِ کلیسا بارہا توڑا
ابھی اسلامیوں کا نعرۂ تکبیر باقی ہے

نہیں ہندوستاں بھولا ابھی سلطان ٹیپوؒ کو
ابھی ذکرِ جہادِ شاہِ عالمگیر باقی ہے

ہمارے نقش اس کی خاک پر اب تک چمکتے ہیں
کہ بھارت میں ہماری شوکتِ تعمیر باقی ہے

زمانے کو بتانا ہے اسے بھی توڑ کر ہم کو
ابھی تک سومناتی حلقۂ تزویر باقی ہے

تصور کر گیا رنگیں قبا جس کا مسلماں کو
ابھی اقبال کے اس خواب کی تعبیر باقی ہے

ابھی ہے تشنۂ تکمیل پاکستان کی وادی
ابھی ہنگامۂ آزادیٔ کشمیر باقی ہے

خدا کے راستے میں ہم کٹا سکتے ہیں سر اپنا
دلوں میں طارقِ جانباز کی تصویر باقی ہے

ہزاروں امتوں کا مِٹ گیا نام و نشاں یوسفؔ
مگر اسلام کی وہ سرمدی تنویر باقی ہے



۱۸ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۶۸ء

اسلام کے نزدیک امارت و صدارت پھولوں کی سیج نہیں

بلکہ

کانٹوں کا بستر ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ٥ پ۲۳ سورہ ص آیت ۲۶

ترجمہ: اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے۔ پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی خدا نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا لہٰذا اسی کے حکم پر چلو۔ اور معاملات کے فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ شریعتِ الٰہی کے موافق کرتے رہو۔ کبھی کسی معاملہ میں خواہش نفس کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ آنے پائے۔ کیونکہ یہ چیز آدمی کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دینے والی ہے اور جب انسان اللہ کی راہ سے بہکا تو پھر ٹھکانا کہاں؟

حاشیہ کشف الرحمٰن

اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں حکمران بنایا ہے۔ پس تو لوگوں کے مابین انصاف کے فیصلے کیا کر اور اپنے نفس کی خواہش اور اپنے جی کی خواہش پر نہ چل کہ وہ خواہش پر چلنا تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دے گا۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بے راہ ہو جاتے ہیں ان کو اس وجہ سے کہ انہوں نے حساب کے دن کو فراموش کر رکھا تھا سخت عذاب ہوگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ کہ اے داؤد! ہم نے تم کو خلیفہ اور ملک میں حاکم بنایا ہے۔ خلیفہ یعنی پچھلوں کے جانشین ہو۔ بہرحال نبوت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے رہنا اور نفسانی خواہش کو دخل نہ دینا ورنہ یہ جی کی خواہش پر چلنا اور ہوائے نفسانی کی اتباع کرنا تجھ کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بچلا دے گی۔ اور بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کا بُرا حشر ہوتا ہے اور اس بناء پر کہ انہوں نے یوم حساب کو بھلا دیا اُن کو سخت عذاب کا منہ دیکھنا ہوگا ـــــ یہ جو فرمایا کہ "یوم حساب کو بھول جانے کے سبب" اس سے معلوم ہوا یوم حساب کو فراموش کر دینا تمام روحانی امراض کی جڑ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کر کے حق تعالیٰ سبحانہٗ یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اے داؤد! تجھے حکومت و سلطنت اس لئے عطا کی گئی ہے کہ تو ہماری عطا کی ہوئی قوت کو اسی طرح استعمال کرے جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اور رعایا کے باہمی معاملات عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق طے پانے چاہئیں ـــــ یاد رکھئے! حکومت بڑا بن کر دوسروں کو اپنا خادم بنانے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اس میں اپنی خواہشوں کو مٹانا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو ہرگز نہ بھولئے کہ جو حاکم اپنی خواہشوں کا بندہ بن جاتے وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ بالکل گیا گذرا ہو جاتا ہے۔ وہ یوں سمجھئے کہ اللہ کے رستے سے ہٹ گیا اور اس نے احکام الٰہی کو پسِ پشت ڈال دیا اور جنہوں نے دنیا میں اللہ کے احکام سے منہ موڑا وہ یقیناً آخرت کو بھول گئے اور انہیں اس امر کا خیال نہ رہا کہ قیامت کے دن رتی رتی کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا اور اس بھول کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ وہاں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

بزرگان محترم! آیت مذکورہ بالا میں حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال دے کر صبر و تحمل اور فطانت و ذہانت سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے اور حکمرانوں کے لئے یہ راہ متعین کی گئی ہے کہ وہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے کریں، اپنے آپ کو رعایا کا خادم سمجھیں،

کبر و غرور اور عجب جیسی روحانی بیماریوں کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو مٹا کر احکامِ خداوندی کو نافذ اور جاری و ساری کریں۔ نیز اس فریضہ کی بجا آوری کے لئے یومِ حساب کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

عزیزانِ گرامی! انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ طاقت ور کمزور کو کھا جائے، دولت مند غریب پر چھا جائے، بڑا حصہ دار چھوٹے حصہ دار کو ہڑپ کر جائے، راعی رعایا کو لوٹ کھائے۔ غرضکہ جو جس سے بن پڑے کرے اور اپنی بالادستی سے فائدہ اٹھائے بجز ان لوگوں کے جو پاکباز اور متقی ہوں اور اسلام اپنے ہر پیروکار کو متقی اور پرہیزگار دیکھنے کا آرزومند ہے۔ اسلام نے معاشرے کے ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ کچھ حقوق و اختیارات عطا کئے ہیں۔ اور انہی کی بجا آوری سے سوسائٹی کی اصلاح ہو سکتی اور صالح معاشرہ کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ چنانچہ اسلامی سوسائٹی کا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا ہر فرد عنداللہ اور عندالناس اسلامی احکام و قوانین کے تحت جوابدہ اور قابلِ مواخذہ ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے فریب سے یہاں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ احکم الحاکمین کی نگہ قدرت سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ اور اُسے آخرت میں اپنے اعمال کے لئے بہرحال جواب دہ ہونا ہوگا۔ اور وہاں وہ ہرگز بچ نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا——
اللہ تعالٰے ہم میں سے ہر شخص کو یومِ حساب کو سامنے رکھ کر اپنے فرائض و اعمال کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آج کی صحبت میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے نزدیک حکومت یا امارت پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔ اور عنداللہ حکمرانوں پر ہی زیادہ مواخذہ ہوگا۔ چنانچہ صدارت و امارت یا وزارت کی تمنا کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

حدیث شریف

میں آتا ہے:-

سَتَجِدُوْنَ مِنْ خَیَارِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ کَرَاهَةً الشَّانِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: منتخبہ حکام میں بہتر اور قابل تر وہ شخص ہے جو اس عہدے کو بہت بُرا سمجھے مگر پھر بھی اسی کا اس پر تقرر ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے —— فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واللہ ہم اس شخص کو حاکم نہیں بنانے کے جو اس کے واسطے درخواست کرے یا اس کا خواہاں ہو——

ایک اور مقام پر فرمایا۔ جو شخص درخواست کرے گا ہم اس کو عامل (حاکم) مقرر نہ کریں گے۔

راعی ساری رعیّت کیلئے جوابدہ ہوگا

الامام راعٍ و مسئول عن رعیتہ

ترجمہ: امیر راعی ہوتا ہے اپنی رعیّت کے متعلق (قیامت کو) بازپرس ہوگی۔

رعایا کے حقوق سے غافل حاکم

کے متعلق فرمایا۔ (امیر) اگر رعایا کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہا اور مر گیا تو اللہ تعالٰے اس پر جنّت حرام کر دے گا۔

ظالم حکمران

أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ۔ (طبرانی)

ترجمہ: قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ظالم حکمران کو ہوگا۔

ابو داؤد شریف میں ہے "حکومت کی کاروائی ایک ضروری امر ہے اور لوگوں کا اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا مگر کاردار (عموماً) دوزخ میں جائیں گے۔

حضورؐ کی نصیحت

لا تامرن علی اثنین و لا تولین مال یتیم (ابوداؤد)

ترجمہ: تو دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کر اور یتیم کے مال کا والی نہ بن۔

دوسری جگہ ارشاد ہے "اے مقدام اگر تو مرتے وقت تک حاکم یا محرم یا حکومت کا روادار نہ ہوا تو سمجھ لے کہ تو مزے میں رہا اور بچ گیا۔

نااہل کی حکومت

اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ (بخاری)

ترجمہ: جب حکومت نااہل کے سپرد ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔

حاکم کا رعایا پر تہمتیں لگانا

اذا ابتغی الامیر الریبۃ فی الناس افسدھم (ابوداؤد)

ترجمہ: جب حاکم رعایا پر تہمتیں (الزام) لگانا شروع کر دے تو وہ اپنی حکومت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

بڑا خائن

من اخون الخیانۃ تجارۃ الوالی فی رعیتہ (طبرانی) ترجمہ: بڑا خائن وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا میں خیانت کرے۔

عہدۂ قضا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قضا کے عہدہ پر مقرر کیا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح ہوا۔

حکّام کے لئے چند ہدایات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ أَحْسِنُوْا اِذَا وُلِّیْتُمْ وَاعْفُوْا عَمَّا مَلَکْتُمْ۔ جب تم حاکم ہو جاؤ تو رعایا پروری کرو اور اپنے خادموں کو معاف کرو۔

۲۔ ھدایا العمال حرامٌ کلّھا (بخاری) افسرانِ حکومت کے لئے ہر قسم کا ہدیہ حرام ہے۔

۳۔ حاکم کے لئے ہدیہ رشوت ہے (طبرانی)

ظالم حکّام کے مددگار

۱۔ السجلاوزۃ والشرط واعوان الظلمۃ کلاب النار (رشوت خور، ظالم، پولیس والے اور چپڑاسی اور ظالم حکّام کے مددگار دوزخ کے کتّے ہوں گے۔

۲۔ (بے انصاف، رشوت خور) پولیس کو کہا جائے گا کہ اپنا کوڑا رکھ دے، اور تو جہنم میں چلا جا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کی طلب مستحسن شے نہیں کیونکہ حکومت کا نباہنا بہت مشکل اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہر ہر قدم پر وہاں کانٹے بچھے ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور حکمرانوں کو

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مجلس ذکر — ۱۷ ر صفر المظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۶ ر مئی ۱۹۶۸ء

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا۔ (الحج ۷۸)

ترجمہ: اور محنت کرو اللہ کی راہ میں جیسے محنت کا حق ہے اس نے تمہیں برگزیدہ کیا اور تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت ہے اس نے اس سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس (کتاب) میں بھی تمہارا نام مسلمین ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بطور خلیفۃ المسلمین

سیدنا صدیق اکبرؓ نے جب بارِ خلافت سنبھالا تو مسجد نبوی میں پہلا ارشاد یہ فرمایا کہ "اگر میں کتاب و سنت پر چلتا ہوں تو میری اقتداء کرو، میں بھٹک جاؤں، راہِ راست سے ہٹ جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔" مزا آیا بات کرنے کا کہ اگر تم دیکھتے ہو کہ میرے قدم کتاب و سنت کے موافق اُٹھ رہے ہیں تو میری اتباع کرو اور اگر خدانخواستہ بھٹکتا ہوں تو پھر اس پر عمل کرنے کی بجائے مجھے سیدھا کرو۔

حضرت فاروقِ اعظم رضؓ بطور خلیفۃ المسلمین

ذرا سا خدشہ پیدا ہوا ایک بڑھیا کو، عمرِ فاروقؓ خطبہ دے رہے ہیں، منبر پر کھڑے ہیں، اس بڑھیا نے چپ کرا دیا۔ کہ پہلے اس بات کا جواب دو۔ جب انہوں نے تسلی اور تسکین فرما دی تو اس بڑھیا نے کہا اب جو چاہو سو کہو۔ یہ عمرِ فاروقؓ ہی کا کمال ہے کہ انہوں نے حاکمِ وقت، خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے بھی عدالت کے کٹہرے میں جانا عار نہ سمجھا، بلکہ فخر و مباہات کا باعث سمجھا، یہ نہیں کہ وہ فیصلہ کرنے والا آپ سے ہر اعتبار سے ادنیٰ ہے اس لئے وہ اُٹھ کر آپ کے لئے اپنی جگہ خالی کر دے۔

حضرت عثمان ذی النورینؓ کا شرف و مجد

حضرت عثمان غنی رضؓ کے متعلق بعض لوگ لب کشائی کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد میں جب صحابہؓ کی اجتہادی غلطی کے باعث فتح ہوتے ہوتے رہ گئی تو آپ مدینے کی طرف چل پڑے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ چل پڑے تو برائی کیا ہے اس میں؟ جب مدینے سے آئے تھے تو پھر پلٹ کے وہیں جانا تھا۔ سب گئے۔ فرض کیجئے۔ کہ اگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو ان کے بعد مدینے کے بچے بچے کی، عورتوں کی، ایک ایک قطرے، ایک ایک ذرے کی حفاظت تو انہی پر آن پڑی، دشمن کو اگر فتح حاصل ہوئی ہے تو لازماً اس کا دوسرا قدم مدینے کی طرف اٹھنا چاہئے جس غرض سے وہ آیا تھا تو اس کی حفاظت کس نے کرنی ہے؟ ہمیں تو کہا گیا ہے کہ ظَنُّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا ط مومن کے لئے گمانِ نیک کرو۔ اور مومن بھی ایسا مومن جو ذی النورین ہے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مرتبہ کے خوش قسمت داماد تھے۔ اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا شرف ان کو حاصل ہو رہا ہے عمرِ فاروقؓ کے بعد۔ یہ معمولی بات ہے؟ اور پھر جیسی شہادت انہوں نے پائی ہے، عالمِ اسلام میں کیا، جب سے انسان دنیا میں آیا ہے اور قیامت تک یا ان کی شہادت ہے جن کو نواسۂ رسولؐ کہا جاتا ہے یا پھر شہادت ہے اللہ تعالٰے نے جو نصیب فرمائی حضرت عثمانِ غنی رضؓ کو۔ اس سے زیادہ شاید ہی اللہ کا کوئی بندہ اتنا زیادہ خوش قسمت ہو کہ جس پر اللہ تعالٰے نے اس قدر ثابت قدمی کا اور سرخرو ہو کر کے اللہ کے حضور جانے کا شرف بخشا ہو۔ اور دنیا میں ظلم کی انتہا ہو گئی مگر اعتصام بحبل اللہ کا دامن نہیں چھوڑا، یعنی مدافعت کے لئے حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو بھیجا۔ دیگر صحابہ بھی گئے ہیں مگر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ مجھے خدا کے سپرد کرو کیونکہ اُحد پر حضورؐ تشریف فرما تھے اور آپؐ نے فرمایا۔ اے اُحد! اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید تجھ پر ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے نبیؐ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے صدیقؓ بھی پیارے ہو گئے، ایک میں ہی رہ گیا ہوں، اور مجھے اللہ تعالٰے نے سرخرو فرما کے دنیا سے اٹھانا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی پیش کش اور حضرت عثمان رضؓ کا جواب باصواب

حضرت معاویہؓ آتے ہیں انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ شورش آپؓ کے خلاف برپا ہونے کے خدشات ہیں۔ مصر اور دیگر اطراف سے خدشات اُٹھ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ آپ مجھے یہاں فوج رکھنے کی اجازت دیجئے حضرت عثمانؓ نے اس کی اجازت قطعاً نہ دی۔ کہ میں مر جاؤں گا، اپنا خون راہِ خدا میں بہا دوں گا لیکن میں مسلمانوں کے اندر خانہ جنگی کی ابتداء کر کے اسلام کے نام پر یہ دھبہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

حضرت عثمانؓ نے جان تو دے دی مگر مجاورتِ دربارِ نبویؐ ترک نہ کی

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ آپ میرے ساتھ دمشق چلئے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ ساری زندگی اللہ نے

مجاورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائی اور جب قبر میں جانا ہے اور قبر میں میری ٹانگیں پہنچ چکی ہیں تو اب میں جان بچانے کے لئے دمشق چلا جاؤں؟ آپ نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو خانہ جنگی سے بچانے کے لئے اور اسلام کی عظمت کو بحال رکھنے کے لئے آپؓ نے سر دھڑ کی بازی لگا دی اقبال نے خوب کہا ہے ؎

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

میں کہتا ہوں کہ شہادت عثمانؓ قیامت تک کے لئے اسلام کی شوکت اور عظمت کا باعث ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دئے

اقبال نے خوب کہا ہے ؎

غریب وسادہ ورنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر اللہ تعالیٰ نے اس کہانی کو شروع کیا اور حسینؓ پر تکمیل فرمائی۔ بیچ میں حضرت عثمانؓ کا کردار کوئی معمولی کردار نہیں ہے یعنی مجاورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک کرنے کی بجائے اس پر اپنی جان قربان کر دی۔ فوج رکھتے تو مسلمانوں میں خانہ جنگی ہو جاتی۔ حضرات حسنینؓ آتے ہیں حضرت علیؓ کے ارشاد پر تو انہیں کہتے ہیں کہ "مجھے خدا پر چھوڑ دو" اور پھر ان کے ساتھ جو ظلم وستم ہوا ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں کہتا ہوں اسلام میں سب سے پہلا جو ظلم وستم ہوا ہے حضرت عثمانؓ کے لئے ہے اور حضرت عثمانؓ پر ہمیں فخر ہے کہ اللہ نے ان کی جان قبول فرمائی اور اسلام کی عظمت کو اور شہادت کی روایت کو قیامت تک تابندہ تر بنایا اور آگے جا کر حسینؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔

ہندوؤں اور سکھوں کا بھی لفظ "شہید" استعمال کرنا

خاکم بدہن میرا کوئی اور مقصود نہیں ہے میں یہ ایک بات پیش کرتا ہوں کہ آج ہندو سکھ اور دوسری اقوام اپنے ان لوگوں کو جو قوم کے لئے، وطن کے لئے موت قبول کرتے ہیں، انہیں "شہید" کا لقب دیتے ہیں۔ یہ ہے اسلام کی صدائے بازگشت۔ اگر اسلام کی شہادت میں ذرہ بھر بھی ایسی ویسی بات ہوتی تو یہ لوگ کب اسلام کی کسی دعوت کو با نام کو اپناتے؟

یہ ہے اسلام کی خوبی کہ دوست تو دوست دشمن بھی جس لقب کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اس سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ موت محمود، اس سے زیادہ شہادت مقبول، اس سے زیادہ حیات جاوید اور کوئی نہیں۔ یعنی بظاہر موت ہے، موت تو آنی ہی آنی ہے "کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" ہر کسی نے دنیا سے جانا ہی جانا ہے لیکن یہ موت؟ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، یعنی اللہ کے نام پر جو کٹ مرا، وہ حی وقیوم ذات لافانی ہے تو اس ذات کے لئے جو قربانی دے گا وہ بھی حیات جاوید پا کر لافانی ہو جائے گا۔ آج ہم کس عظمت اور عزت کے ساتھ صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کا ذکر خیر کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں انہی کی پیروکاری نصیب فرمائے اور اس راستے میں انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ ہمیں موت نصیب فرمائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت مقبول نصیب فرمائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی تمنائے شہادت

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ میں نے اپنے بزرگوں اور استادوں سے سنا کہ جب وہ مالٹا برطانوی حکومت کے پانچ سال پیہم مظالم برداشت کرنے کے بعد ہندوستان تشریف لائے تو سخت نحیف ونزار اس دنیا سے سدھارنے کو تیار تھے۔ جسد خاکی تو بالکل ختم ہو چکا تھا۔ لیکن ڈاکٹر انصاری بیچارے ان کے معالج تھے، ان کے خادم تھے، مرید تھے۔ انہوں نے حضرت شیخ الہندؒ کی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہی یہ تھا کہ آخر ان کو دنیا سے جانا تھا۔ اگر اللہ نے دنیا میں رکھنا ہوتا تو انبیاء سے زیادہ کون مقبول اور محبوب ہستی ہے؟ اس کے بعد پھر ان علمائے ربانی سے بڑھ کر کون ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہی یہ ہے کہ "کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" ہر کسی نے دنیا سے جانا ہی جانا ہے۔ تو بہر حال وہ وقت تو آنا ہی تھا۔ میرے استادوں نے سنایا کہ آخیر وقت میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو رواں ہو گئے اور ہچکی ایسی زور کی بندھی کہ دوسروں نے محسوس کیا اور وہ تھمنے نہ پا رہی تھی۔ تو ان کے خدام نے، شاگردوں نے التجا کی کہ حضرت! فرمائیں کہ کوئی تکلیف ہے تو ہم اس کا مداوا کریں، کوئی تکلیف ہے تو اس کا علاج معالجہ کریں۔ تو حضرت جواب نہیں دیتے۔ آخر جب بار بار انہوں نے کہا اور وہاں معاملہ بڑھتا ہی چلا گیا یعنی ساون بھادوں کی جھڑی کی طرح وہ سیلاب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، اس قدر گریہ طاری ہے جب بار بار خدام نے پوچھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت نصیب فرمائے اور آج جبکہ ایڑیاں رگڑتے چارپائی پر اپنی موت دیکھ رہا ہوں تو مجھے وہ غم ستا رہا ہے اپنی دعا قبول نہ ہونے کا"

ہمارے اکابر کی قربانیاں مسلمانوں کے روشن مستقبل کی ضامن ہیں۔

یہی نہیں قوم کے سچے سردار اور صحیح خادم ع جو سردار پر چڑھا سردار ہو گیا!

یہ ہیں رازداران نبوت اور یہ ہیں صدق دل سے شہادت کی تمنا کرنے والے۔ اور ان کی زندگی واقعی کسی شہادت سے کم نہیں ہے۔ یہ ان کا جینا ایک ایک لمحہ میں سمجھتا ہوں سب سے بڑی عبادت ہے اور ان کی موت، اس سے بڑی کیا شہادت ہو سکتی ہے؟ کہ راہ خدا میں تن من دھن سب کچھ نثار کر دیا اور ساری زندگی دشمنوں کے ساتھ ہر قسم کی معرکہ آرائی رہی۔ ایک منحنی سا دبلا پتلا آدمی، کبھی آپ "اسیر مالٹا" حضرت مدنیؒ کی کتاب پڑھیں تو آنکھیں کھل جائیں۔ اور ادھر برطانیہ عظمیٰ کے دماغ کو چکرا دیا، اور وہ برٹش ایمپائر جس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا، اسے مشت استخواں اتنی سی جان نے ناکوں چنے چبوائے۔ رولٹ ایکٹ لگا، رولٹ کمیٹی بیٹھی، تحقیقات ہوئیں اور اس کے بعد دشمنوں نے اعتراف کیا کہ واقعی یہ کچھ جان رکھتے تھے، اسلام کے لئے آخری قربانی ان لوگوں کی جو ہے وہ مسلمانوں کے روشن مستقبل کی ضامن ہیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی پر ظاہراً و باطناً جب انگریزوں کو پورا تسلط حاصل ہو گیا تو اسلام کا سچا درد رکھنے والے مسلمانوں کے بہی خواہ مولانا محمد علی، ڈاکٹر انصاری حکیم اجمل خاں وغیرہ نے ایک آزاد اسلامی عصری درس گاہ قائم کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت شیخ الہندؒ کو اس کے افتتاح کے لئے مدعو کئے گئے۔ اس درس گاہ کے لئے جن خوش قسمت طلباء نے سب سے پہلے لبیک کہی ان میں ڈاکٹر ذاکر حسین اور ان کے چند خوش قسمت ساتھی تھے۔ جنہوں نے آگے چل کر اپنی محنت جفاکشی اور ایثار وقربانی کی بدولت جامعہ ملیہ کو عالم اسلام کی ایک مایہ ناز درس گاہ بنا دیا۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مشرقی پاکستان کے مسلمان اسلام کے شیدائی ہیں

مشرقی پاکستان کے علماء کرام کے اعزاز میں حضرت مولانا عبید اللہ انور و حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب دامت برکاتہم نے ایک الوداعی پارٹی کا اہتمام مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں فرمایا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محی الدین صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "مدینہ" و سیکرٹری تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ نے جو تقریر ارشاد فرمائی وہ ہدیہ قارئین خدام الدین ہے۔ (محمد عثمان غنی بی اے)

جذبات صادقہ کا اظہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زعمائے ملت، معزز حاضرین!

ملتِ اسلامیہ کے مایہ ناز شہر، اسلامیانِ پاکستان کے علمی، تمدنی مرکز، شہر لاہور میں جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کی سہ روزہ کانفرنس میں شمولیت کے بعد ہم یہاں سے جو تاثر لے کے مشرقی پاکستان جا رہے ہیں اسے بیان کرنے کے لائق زبان ہمارے پاس نہیں ہے ہمارے اور آپ کے درمیان زبان ایک بہت بڑا حائل ہے، ہم صحیح نہیں بول سکتے ہیں۔ صرف اتنا کہہ دینا ضروری ہے کہ ہم نے جس عزم کو لے کے مشرقی پاکستان سے یہاں تک کا سفر کیا اس عزم میں بہت درجہ اضافہ ہوا یہاں اہل لاہور کا خلوص، دینی جذبہ اور ہم جیسے ناچیز لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاص اور محبت کا اظہار ناقابلِ فراموش ہے۔

مشرقی پاکستان میں مذہبی کوائف

ہم آپ کے مشرقی بازو کے رہنے والے ہیں، ہمارے یہاں کل تین ہزار دینی مدارس ہیں۔ جن میں ڈیڑھ ہزار کے قریب دار العلوم دیوبند کی شاخیں ہیں۔ مشرقی پاکستان کی کل چھ کروڑ آبادی میں ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان ہیں۔ اس ساڑھے پانچ کروڑ میں بلا مبالغہ پانچ کروڑ علماء دیوبند سے منسلک ہیں۔ ہمارے ہاں نہ کوئی فرقہ ہے، نہ کچھ ہے۔

۔ یہی اللہ کا فضل ہے کہ علماء کرام ہر طرح سے ان فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ جمیعۃ علماء اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، تعلیم القرآن سوسائٹی اور اس قسم کے مختلف ادارے ہیں جو وہاں مقابلہ کر رہے ہیں۔

مشرقی پاکستان کے عوام مغربی پاکستان کے علماء کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان بہت سارے لوگ آتے ہیں۔ سیاسی لیڈر بھی آتے ہیں، ثقافتی وفود بھی آتے رہتے ہیں لیکن یہ شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلا موقعہ ہے کہ عوام کے صحیح نمائندوں (علماء کرام) نے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان کا سفر کیا۔ اور ثقافتی جو انداز ہے۔ اس میں بھی شاید وہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے پہلا واقعہ ہے جب حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا سید حامد میاں، حضرت مولانا شمس الحق افغانی وغیرہم آٹھ بزرگانِ دین نے مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان کا سفر کیا (یہ گذشتہ فروری کا واقعہ ہے) ان میں سے دو حضرات جانشین شیخ التفسیر مدظلہ اور حضرت مولانا حامد میاں مدظلہ مہتمم جامعہ مدینہ اس وقت یہاں پر تشریف فرما ہیں، ان سے آپ پوچھ کے دیکھئے کہ مشرقی پاکستان کے عوام کتنی محبت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے ہیں۔

جانشین شیخ التفسیر کی زیارت کے لئے عوام نے گاڑی روک لی

مغربی پاکستان کے علماء کرام شہر ڈھاکہ سے کچھ باہر تشریف لے گئے تھے، سلہٹ، میمن سنگھ، چاٹگام راستے میں مفسر زمان حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کو دیکھنے کے لئے گفرگاؤں ریلوے سٹیشن پر لوگ بے پناہ عقیدت سے جمع تھے اور انھوں نے گاڑی روک لی۔ ہزاروں ایسے ہیں جو ان حضرات کے نام پر مر مٹنے کے لئے تیار ہیں۔

صرف روحانی قوت سے پاکستان کے دونوں بازوؤں میں قوت پیدا ہو سکتی ہے

ہم نے موجیدروازہ میں بھی یہ عرض کیا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو اگر صحیح معنوں میں ایک رکھنا ہے ——— اور یہ بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے ——— تو صرف یہ واحد تدبیر ہے کہ ہماری جو روحانی قوت ہے، روحانی رشتہ ہے اس کو بڑھایا جائے۔ بغیر اس کے کوئی طاقت نہیں ہے جو دونوں بازوؤں میں یگانگت اور محبت بڑھا سکے

مشرقی پاکستان میں اسلام اہل اللہ کے دم قدم سے پہنچا

آپ کے سامنے مغلوں کی تاریخ ہے۔ آپ نے دیکھا کہ مغلوں کے سامنے مشرقی پاکستان کے لوگ نہیں دبے۔ مشرقی پاکستان کسی سلطنت کے دباؤ سے اسلام نہیں لایا۔ مشرقی پاکستان کے عوام وہ جیالے عوام، جنھیں ایک سو بیس میل کی رفتار کے طوفان کے ساتھ مقابلہ کر کے وہاں زندہ رہنا ہے، وہ عوام بزرگانِ دین کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ علما اور صوفیائے کرام نے وہاں تک دور دراز کا سفر کیا اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔ حضرت جلال مجرد یمنی، ان کے تین سو ساٹھ ساتھی، حضرت شاہ سلطان ماہی سوار، حضرت خان جہاں علی، حضرت شاہ علی بغدادی، اس قسم کے بہت سے سارے بزرگانِ دین وہاں مدفون ہیں۔

علمائے دیوبند کی خدمات کا اعتراف

اس کے بعد مشرقی پاکستان کے مسلمانوں

کی تربیت حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے چار خلفاء نے کی جو ہمارے ہاں مدفون ہیں۔ اور سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کا شاید دیوبند کے باہر سب سے پہلا ادارہ ہاٹ ہزاری ہے۔ جس کو حضرت مولانا ضمیر الدین مرحوم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ نے وہاں آباد کیا۔ اسی سے وہاں دیگر سارے مدارس بنے اور ان کی تربیت حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلفاء نے کی۔ جو ہمارے ہاں مدفون ہیں ایک حضرت مولانا کرامت علی مرحوم جونپوری تھے جن کے ہاتھ پر ہمارے ہاں عوامی سطح پر لوگوں کی اصلاح ہوئی۔ اس کے بعد مولانا نورالدین تھے (صوفی نورالدین یا نور محمد ـــــ دو نام ہیں ان کے، دو ناموں سے مشہور ہیں) بالاکوٹ کے جہاد سے واپس جانے کے بعد ہمارے ہاں ان کا سلسلہ جاری ہوا اور بنگال میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی سلسلے کے بعد سب سے زیادہ بااثر سلسلہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت صوفی نور محمد کے شاگردوں سے چلا جن کا ذکر ابھی کیا گیا ہے۔

مشرقی پاکستان میں بدعات اور دیگر فتنوں کا کوئی وجود نہیں ہے

مشرقی پاکستان کے لوگ علماء اور صوفیائے کرام کے ہاتھوں پر اسلام لائے۔ علماء اور صوفیاء کرام کی جو روحانی طاقت ہے یہ مشرقی پاکستان کے مسلمانوں میں ایک عظیم طاقت ہے، وہ سب حنفی العقیدہ ہیں، وہاں کسی قسم کی بدعت رائج نہیں ہے اور عام طور پر دوسری جگہوں پر جو فتنوں کے نام ہم سنتے ہیں ان سے ہمارے لوگ متاثر نہیں ہیں۔

علماء مشرقی پاکستان عیسائیت کے فتنۂ ارتداد سے آگاہ ہو چکے ہیں

انگریز ڈیڑھ سو سال تک مشرقی پاکستان میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ڈیڑھ سو سال کی کوشش میں عیسائی مشنریوں کی ایک رپورٹ کے مطابق وہاں چار مراکز قائم ہوئے اور چار مراکز میں کل ایک سو اسی مسلمانوں کو یہ عیسائی بنا سکے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ وہ مسلمان بھی وہ لوگ تھے جو مختلف وجوہات سے یا سماجی طور پر کسی طرح سے معتوب ہو گئے یا لوگوں

باقی ص ۱۶ پر

جمعیۃ علماء اسلام کی قراردادیں

لاہور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی سہ روزہ کانفرنس نے یوں تو بہت سی قراردادیں منظور کی ہیں۔ لیکن ان تمام قراردادوں کا مرکز و محور ایک ہی تھا جو مختصر لفظوں میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے۔ کہ پاکستان اسلام کے نام پر اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر حاصل کیا گیا تھا۔ اس لئے خالق و مخلوق سے کئے گئے اس وعدے کو پورا کیا جائے اور مملکت خداداد پاکستان میں کلمۂ حق کا بول بالا کیا جائے۔ یہاں اسلامی قانون رائج کیا جائے اور اس قوم کی اجتماعی زندگی کو اسلامی نظام کی تابانیوں کے ذریعے اس طرح روشن کر دیا جائے کہ ہر تاریکی ختم ہو، ہر اندھیرا چھٹ جائے، ہر باطل دب جائے اور ہر شر پر خیر غالب آ جائے۔

جمعیت نے اپنے مطالبات کی تائید میں ایک عظیم الشان جلوس کا اہتمام بھی کیا۔ جو ہر لحاظ سے پُرامن اور انتہائی منظم تھا۔ یہ جلوس اگرچہ کوئی عوامی جلوس نہیں تھا بلکہ صرف ان شرکائے کانفرنس اور مندوبین پر مشتمل تھا جو مشرقی اور مغربی پاکستان کے دور دراز مقامات سے یہاں جمع ہوئے تھے اس کے باوجود یہ جلوس ہزاروں افراد پر مشتمل تھا۔ شرکائے جلوس میں علمائے حق کی اتنی بڑی تعداد شامل تھی کہ لاہور کی تاریخ میں قیام پاکستان کے بعد علماء کرام کی اتنی بڑی تعداد کسی جلوس میں تو کجا کسی جلسے یا اجتماع میں بھی جمع نہیں ہوئی ہو گی۔ اس لحاظ سے غور کیا جائے تو یہ جلوس جن مطالبات کی تائید کے لئے نکالا گیا تھا یہ مطالبات پوری قوم کے مطالبات ہیں۔ اس لئے کہ یہ علماء اگرچہ اسمبلیوں کے رکن نہیں ہیں لیکن اگر کسی گروہ کو یہ دعوے کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ وہ عوامی جذبات کی نمائندگی اور قومی احساسات کی ترجمانی کر رہے ہیں تو وہ صرف علمائے حق پرست ہی ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جلوس نے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ علمائے کرام کی تائید و حمایت کے بغیر کوئی بھی سیاسی گروہ عوام کی مقبولیت کا مقام حاصل نہیں کر سکتا اور یہ علماء صرف اسی سیاسی گروہ کی تائید و حمایت کر سکتے ہیں جو دین کا مخلص خادم اور دینی اقدار کے احیاء و فروغ کے لئے کوشاں ہو گا۔

قراردادوں کے الفاظ اور کانفرنس کے مقررین کے لب و لہجہ میں اگرچہ ایک حد تک تلخی بھی موجود تھی لیکن یہ تلخی شاید اس وجہ سے قدرتی تھی کہ اس ملک میں بعض عناصر نے اسلامی اقدار کو جس بری طرح پامال کرنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ ان عناصر پر کوئی گرفت نہیں کی جا رہی ہے۔ دینی غیرت و حمیت اگر فحاشی و بے حیائی اور الحاد و بے دینی کے طوفان کو دیکھ کر بھی جوش میں نہ آئے تو پھر اس کا اور کون سا موقعہ ہو گا! خدا کرے کہ ارباب اقتدار جمعیت کی قراردادوں پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں اور جمعیت کے پیش کردہ مطالبات کو نظر انداز کرنے کے بجائے ملک و ملت کی فلاح و بہبود کے لئے ان مطالبات پر گہری توجہ دے سکیں۔ اس لئے کہ یہ مطالبات کسی ایک گروہ کے مطالبات نہیں ہیں بلکہ پوری قوم کے مطالبات ہیں۔ اور اگر کچھ لوگ ان مطالبات کے حامی نہیں ہیں تو وہ اپنے طرز عمل سے گویا یہ ثابت کر رہے ہیں کہ انہیں نہ اس قوم سے کوئی ہمدردی ہے اور نہ اس ملک سے۔ یہ قوم ایک مسلمان قوم ہے اور یہ ملک ایک اسلامی ملک ہے۔ اس ملک کو اگر اسلام کے حوالے نہیں کیا جاتا اور اس قوم کی اجتماعی زندگی کو اگر اسلام کی شاہراہ عظیم پر گامزن نہیں کیا جاتا

(باقی ص ۱۶ پر)

موت

وہ شئے جس کا خوف اور ڈر آج ہمارے دلوں سے نکل چکا ہے

محمد سعید خاں فخر، ریمونٹ ڈپو سرگودھا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس چیز کو بھی پیدا فرمایا ہے۔ یعنی جس چیز کا بھی آغاز کیا ہے اس کا انجام بھی ساتھ ضرور رکھا ہے آغاز اور انجام دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جس چیز کا آغاز ہوا اس کا کچھ انجام بھی ضرور ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا اور یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے۔ نیز انسان کی اصل مٹی ہے اس لئے یہ لازم ہے کہ انسان بھی اپنی اصل کی طرف جائے گا۔ یعنی یہ بھی مٹی میں مٹی ہی ہو جائے گا۔ اس کا آغاز جو ہوا تو انجام بھی ہے اور وہ ہے 'موت' کی صورت میں۔ موت ایک ایسی چیز ہے جسے آج ہم تمام بھولے ہوئے ہیں۔ ہمارا دھیان صرف دنیا ہی کی طرف ہے۔ اگر کوئی مزدور ہے تو وہ مال و دولت کمانے کی فکر میں، کوئی افسر ہے تو اس کو عیش و آرام کا خیال، کوئی ڈاکٹر ہے تو اُسے بھی اسی مال کی فکر۔

غرض ایک ادنیٰ سے مزدور سے لے کر ایک بہت بڑے افسر تک سب کو یہی فکر لاحق ہے۔ سوائے چند ایک نیک اور برگزیدہ بندوں کے ہم تمام ہی یہ بات بھولے ہوئے ہیں کہ دنیا کا یہ عیش و آرام یہ دنیاوی لذتیں صرف چند روزہ ہیں۔ انجام کار انہیں ہم سے چھوٹ جانا ہے۔

غور کیجئے! جب کبھی کوئی شخص مرتا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا رئیس ہی کیوں نہ ہو تو وہ اپنی دولت و ثروت تو قبر میں اپنے ساتھ لے جانے سے رہا۔ بس اس کا اپنی دولت سے تعلق صرف دنیا ہی میں تھا۔ اب تو ورثار بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں جائیداد کا زیادہ سے زیادہ حصہ ملے۔ اسے کفنانے دفنانے کے بعد مال حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ فکر کیا چاہتے ہیں کہ جلدی سے تقسیم ہو اور اپنا حصہ ہمیں ملے۔

بزرگو اور دوستو! تو یہ دولت تو ایسی چیز ہے جس کے لئے ہم اتنی کوششیں کرتے ہیں لیکن پھر بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ ہی واپس جاتے ہیں۔ ایسی دولت کا فائدہ ہی کیا جو محض چند دن کے لئے ہو۔ ہمیں تو وہ چیز حاصل کرنی چاہیئے جس سے ہم سدا فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ دنیاوی مال متاع تو سب عارضی چیزیں ہیں۔ موت ایک ایسی شئے ہے جو ہم سے یہ تمام چیزیں چھین لے گی اور بعد میں ہمارے اعمال ہی ہمارے پاس رہ جائیں گے۔

قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کل نفسٍ ذائقۃ الموت لیکن کیا ہمیں اس کے ذائقے کی خبر ہے۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب الاحبارؓ سے جان کنی کی تکلیف دریافت کی تو آپ نے فرمایا یہ حال ہے کہ جیسے کسی کانٹے دار شاخ کو کسی کے پیٹ کے اندر کر دے اور اُس کا ہر کانٹا اس کی ایک ایک رگ میں الجھ جائے اور پھر ایک طاقتور آدمی اس شاخ کو کھینچے۔

اللہ اللہ کس قدر ہے یہ موت کی تکلیف! لیکن مومن مرد کے لئے تو یہ موت اتنی بھیانک نہیں ہے۔ فرشتہ اجل روح قبض کرتے وقت سب سے کم تکلیف شہید کو دیتا ہے۔ شہید کی موت کے وقت اُسے اتنی تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ چیونٹی کاٹتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موت کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں جنہیں سے چند یہ ہیں۔

پہلا قول: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (کیمیائے سعادت ۳۳۴) "دانا وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے نفس کو رام کر لیا اور موت کے بعد کے لئے عمل کیا" اور وہ شخص جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ ناچار اس کے توشہ کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے۔ ایسا شخص قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ دیکھے گا اور جو شخص موت کو فراموش کر دیتا ہے اور اس کی تمام ہمت فقط دنیا ہی ہوتی ہے وہ زادِ آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے۔ تو ایسا شخص قبر کو دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار پائے گا۔

دوسرا قول: فرمایا اَکْثِرُوْا مِنْ ذِکْرِ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ترجمہ! اے وہ لوگو جو دنیا کی لذت میں مشغول ہو اس کو بہت یاد کرو جو لذتوں کو غارت کر دیتی ہے، یعنی موت۔

اور فرمایا کہ اگر چرندے موت کے حال سے اسی طرح واقف ہوتے جس طرح تم ہو تو انسان کے کھانے میں کبھی فربہ گوشت نہ آتا یعنی وہ موت کے خوف سے لاغر ہو جاتے۔

تیسرا قول: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ کوئی شخص شہیدوں کے رتبہ کو بھی پہنچے گا تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو دن میں موت کو بیس بار یاد کرتا ہے۔

چوتھا قول: کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا۔ ترجمہ: آپؐ نے فرمایا خلق کو نصیحت کے لئے موت کافی ہے۔

اب ہمیں چاہیئے کہ اپنے گریبانوں میں ذرا منہ ڈال کر دیکھیں کیا واقعی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے ان اقوال پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم اُن کے نام لیوا تو ضرور کہلاتے ہیں لیکن ان کی چھوڑی ہوئی اور کہی ہوئی باتوں پر بہت کم عمل کرتے ہیں۔

بزرگو اور دوستو! موت بڑی ہولناک چیز ہے اور موت کے بعد کے واقعات اس سے بھی زیادہ ہولناک ہیں۔ موت کی یاد اور اس کا ذکر اس دارِ ناپائیدار کی محبت کو دل سے نکال دیتا ہے۔ دنیا سے نفرت اسی وقت ہو گی جبکہ موت کا فکر اور خیال ہو گا۔ کہ ہم پر کیا آفت آنے والی ہے۔ کسی وقت خلوت میں بیٹھ کر سارے خیالات دل سے نکال کر توجہ اور عزم کے ساتھ موت کا دھیان کرو جس کی ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ اوّل ان دوستوں اور اعزہ و اقارب

کا تصور کرو جو اس دنیا سے گزر گئے اور یکے بعد دیگرے ایک ایک کا دھیان کرتے جاؤ کہ یہ صورتیں کہاں چلی گئیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ کیا کیا امیدیں لے گئے —— حرص و امل نے ان میں کتنا زور دکھایا۔ جاہ و جلال کی کیا کچھ تمنائیں اور آرزوئیں ان کے دلوں میں رہیں۔ مگر آج وہ سب خاک میں اور منوں مٹی کے تلے دبے پڑے ہیں۔ کوئی شخص بھی ان کا نام نہیں لیتا۔ اس کے بعد مرنے والوں کے بدن اور جسم کا خیال کرو کیسے حسین تھے۔ مگر اب وہ پارہ پارہ ہو گئے، گل گئے، سڑ گئے، پھٹ گئے اور کیڑے مکوڑوں کی غذا بن گئے۔ اس کے بعد ان کے اعضاء اور جوارح میں سے ایک ایک عضو کا دھیان کرو کہ وہ زبان کہاں گئی جو کسی وقت چپ ہونا نہ جانتی تھی۔ وہ ہاتھ کہاں گئے جو حرکت کرتے تھے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور ان کے خوبصورت حلقے کس کیڑے کی خوراک بن گئے۔ غرض اس طرح دھیان کرو گے تو سعید بن جاؤ گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سعید وہ شخص ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

لیکن کیا ہمارا عمل اس قول پر ہے ہم اپنے پہلے بزرگان سے نصیحت حاصل نہیں کرتے وہ کہاں گئے۔ ان کا مال کہاں گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موقع پر ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے قہقہوں کی آواز نہایت بلند ہو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنی مجلس میں اس شئے کا ذکر کرو جو تمام لذات کو منغض کر دیتی ہے۔ انہوں نے پوچھا حضورؐ وہ کون سی شئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہے موت۔

اسی سلسلہ میں چند ایک واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک بار نصیحت فرمائی کہ صبح ہو تو شام کا فکر نہ کرو اور شام ہو تو صبح کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ دنیا میں آئے ہو تو زندگی میں موت کا سامان اور تندرستی میں مرض کا فکر کرو۔ کیونکہ اے عبداللہ! کیا خبر ہے کل کو تمہارا کیا نام ہو گا زندہ یا مردہ۔ جس شئے کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں اس کی ہر وقت فکر ہونی چاہیئے۔ پس اپنی امیدوں پر خاک ڈالو اور آرزوؤں کو نہ بڑھنے دو۔ خدا جانے گھنٹہ بھر کے بعد کیا ہوتا ہے (ترمذی)۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سو دینار میں دو مہینہ کے وعدہ پر ایک کنیز خریدی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اسامہؓ کی حالت پر تعجب کرو کہ زندگی کا بھروسہ ایک دن کا نہیں اور دو مہینے کے وعدہ پہ کنیز خریدی ہے۔ یہی طول امل ہے۔ خدا کی قسم! میں منہ میں نوالا رکھتا ہوں اور یقین نہیں کرتا کہ یہ حلق سے نیچے اترے گا۔ ممکن ہے کہ نوالہ کے کھانے میں اُچھو پڑ جائے، پھندا لگ جائے اور دم نکل جائے۔ لوگو! اگر تمہیں عقل ہو تو تم اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور جو آنے والا ہے وہ بہت قریب ہے۔ اگر تم کو جنت میں داخل ہونے کی خواہش ہو تو دنیا کی لاطائل امیدوں کو کم کر دو اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو اور اللہ تعالیٰ سے شرماؤ جیسا کہ شرمانے کا حق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

(ابن ابی الدنیا)

بزرگو اور دوستو! آپ نے دیکھ لیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اکابرینِ دین کے دل میں ہر وقت کس قدر موت کا ڈر رہتا تھا۔ لیکن آج ہم دنیا کی رنگ رلیوں میں مشغول ہو کر موت کو بھول بیٹھے ہیں۔ اِس سلسلے میں ہمیں چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً قبرستان جاتے رہا کریں۔

آخر میں مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت کو یاد رکھنے اور اس کی سختی سے بچنے کے لئے نیک اعمال کرنے کی توفیق دے اور بوقت نزع ہم پر آسانی فرمائے۔ یا اللہ ہمیں موت کے بعد کی زندگی میں بھی کامیاب کرنا۔

وما علینا الا البلاغ۔

مرکزِ تجوید و قرأت

دارالعلوم اسلامیہ لاہور۔

تجوید و قرأت اور علوم دینیہ کی یہ قدیم درس گاہ حضرت العلامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر حافظ سخاوت علی مرحوم (مالک یو۔ پی سوڈا واٹر فیکٹری) کی مساعی سے وجود میں آئی۔ اخلاص کے ہاتھوں سے لگایا ہوا یہ پودا اتنا پھلا پھولا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تناور درخت بن گیا۔

دارالعلوم اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ الحاج قاری سراج احمد صاحب مدظلہ، نے وقت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے دارالعلوم اسلامیہ کا نصب العین قرآنی علوم (تجوید و قرأت) کی خدمات کو قرار دیا۔ الحمدللہ دارالعلوم اسلامیہ اس مقصد میں اس حد تک کامیاب رہا کہ تقسیم ہند کے بعد جس میں صحیح قرآن خواں بھی خال خال ہی نظر آتا تھا۔ اب اللہ کے فضل اور دارالعلوم اسلامیہ کی مساعی جمیلہ سے جگہ جگہ مدارس کام کر رہے ہیں اور ان میں تدریسی خدمات انجام دینے والے مدرسین بالواسطہ یا بلا واسطہ دارالعلوم اسلامیہ کے فیض یافتہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ گویا ہمارے ملک میں تجوید و قرأت کا ذوق شوق اور ٹھوس تعلیم دارالعلوم اسلامیہ ہی کی مرہونِ منت ہے۔

ایسی عظیم خدمات انجام دینے والا یہ ادارہ شروع سے اب تک ایک متروکہ عمارت کے چند کمروں میں کام کر رہا ہے نہ صرف درس گاہوں کی کمی پریشان کن مسئلہ بنا ہوا ہے بلکہ بیرونی طلبا (جن کے قیام و طعام اور کتب وغیرہ کا بار بھی بذمہ مدرسہ ہوتا ہے) بھی سردی گرمی ہر موسم میں انہیں کمروں میں مقیم رہتے ہیں۔ جنہیں نہ صحیح آرام مل سکتا ہے اور نہ تنہائی دبے تکلفی نصیب ہو سکتی ہے۔

جگہ کی قلت کے پیش نظر منتظمین مدرسہ نے ملتان روڈ پر واقع ایک قطعہ اراضی مشتمل بر بارہ کنال خرید کیا ہوا ہے جس پر تعمیر کا کام شروع بھی ہے۔ لیکن سرمایہ کی کمی قدم قدم پر سد راہ رہتی ہے۔ اس وقت تک طلبا کی رہائش کے لئے چار کمرے اور اساتذہ کے لئے دو کوارٹر نیز مسجد کا کافی حصہ تیار ہو چکا ہے۔ لیکن تعلیمی کام نئی عمارت میں اس وقت منتقل کیا جا سکتا ہے جب کم از کم پچاس ساٹھ طلبا کی رہائش کے لئے کمرے اور تعلیمی درس گاہیں مکمل ہو جائیں۔ اس منصوبہ پر لاگت کا تخمینہ کم و بیش دس لاکھ روپے لگایا گیا ہے اور دارالعلوم کی شاندار عمارت کے علاوہ ایک عظیم الشان جامع مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

(۱)۔ اس عظیم ادارہ کی عمارت کے لئے مخیر و مخلص حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس گلشن فیض کی آبیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ نئی عمارت جلد مکمل ہونے کی شکل میں مزید طلباء کو تعلیمی سہولتیں دی جا سکیں۔ (۲) لہٰذا مخیر و مخلص حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس عظیم گلشنِ فیض کی آبیاری میں حسب مقدور حصہ لے کر اس دینی درس گاہ کی تعمیر میں تعاون کریں۔ چونکہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تا حین حیات مدرسہ کی سرپرستی فرماتے رہے اور اپنے حلقۂ اثر کو بھی اس طرف رغبت دلاتے رہے اس لئے حضرتؒ کے متعلقین کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

ہم علماءِ مشرقی پاکستان کو خوش آمدید کہتے ہیں

موچی دروازہ لاہور میں مورخہ ۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء کل پاکستان جمعیۃ علماءِ اسلام کی شاندار کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مشرقی پاکستان کے علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی۔ مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے حضرت مولانا عبید اللہ انور و حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب دامت برکاتہم نے علماءِ مشرقی پاکستان کے اعزاز میں الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا۔ جس میں مشرقی پاکستان کے علماء اور اراکین انجمن خدام الدین کے علاوہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی، صاحبزادہ عبید اللہ صاحب عبدالرحمٰن صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا غلام غوث صاحب، حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، خان عبدالحمید خان صاحب آف فیروز سنز، میاں خان محمد صاحب ایم، پی، اے، جناب عبدالمجید بٹ صاحب، جناب عبدالحمید بٹ صاحب، جناب محمد صادق صاحب آف چھوڑا منڈی، جناب الحاج محمد فاضل صاحب براندرتھ روڈ لاہور، ڈاکٹر عبدالرشید صاحب باغبانپورہ لاہور و دیگر معززین و عمائدین شہر نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر امیر انجمن خدام الدین جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے جو تقریر ارشاد فرمائی وہ افادۂ عام کے لئے پیش خدمت ہے۔

—— محمد عثمان غنی ——

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی —— اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۙ

ترجمہ: زمانہ کی قسم ہے انسان ہمیشہ نقصان میں رہا ہے مگر وہ لوگ (اس نقصان سے بچ گئے) جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور آپس میں اتباعِ حق کی وصیت کی اور آپس میں (اتباعِ حق میں آنے والی مصیبتوں میں) صبر کی تلقین کی۔

حضرت درخواستی مدظلہ کی قبولیتِ عامہ

بزرگانِ محترم و معزز علماءِ کرام! مشرقی پاکستان کے بزرگ اساتذہ اور ان کے ہمنوا گرم اور جوشیلا خون رکھنے والے مولانا محی الدین صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے کہ ان اللہ کے نیک بندوں نے ملت پر جو ایک بہت بڑا بوجھ تھا، بڑی بھاری ذمہ داری تھی، وہ فرض کفایہ انجام دینے کے لئے گذشتہ برس سلسلہ جنبانی شروع کی۔ ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے کہ حضرت درخواستی مدظلہ العالی کو جیسے یہاں قبولیتِ عامہ نصیب ہے وہاں بھی الحمد للہ ایک ہی دورے سے جس قدر بیس برس تک اکابر سے جدا رہنے سے اور تعلقات کٹ جانے کی بنا پر وہ پریشان حال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے مداوے کی توفیق عطا فرمائی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فرض کفایہ سے غفلت پر وعید

بعض میرے جیسے احباب دین کے اس فرض کفایہ سے بے بہرہ بھی ہیں۔ ملت میں سے کوئی ایک نفر، فرد، بالغ ہو یا نابالغ، اگر وہ نمازِ جنازہ پڑھ لے تو ملت سبکدوش، کوئی نہ پڑھے تو قریب والے اپنے قرب کی بنا پر اور دُور والے اپنی تھوڑی سی دوری کی بنا پر تعلیماتِ اسلام کے مطابق سزاوارِ عذاب ہیں۔

بڑی کامیابی کے لئے
چھوٹی چھوٹی شکستیں کھانی ہی پڑتی ہیں

اقبال کا ایک مصرعہ ذہن میں آرہا ہے۔ ع

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ہیں ایک بڑے مشن کے لئے، ایک بڑے نصب العین کے لئے ناگزیر ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ایک بڑی کامیابی کے لئے، ایک عظیم کامرانی کے لئے، چھوٹی چھوٹی قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی شکستیں کھانی ہی پڑتی ہیں۔

شیخ الہندؒ کا حکم اور حضرت سندھیؒ کی اطاعت

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مشن پر جانے کے لئے حکم دیا۔ انہوں نے کچھ تاخیر کی۔ حضرتؒ کو محسوس ہوا کہ شاید یہ جانا ناپسند کرتے ہیں اور ادھر انہیں سی، آئی، ڈی نے نرغے میں لے رکھا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ان سے جان چھوٹے تو میں شیخ کو راضی کر لوں، خوش کر لوں، موت و حیات تو اللہ کے قبضے میں ہے۔ اس حال میں موت ہوئی تو میں منہ دکھانے کے لئے کیا رہوں گا؟

روزِ محشر غداروں کی نشاندہی مالکِ یوم الدین کریگا

سو الحمد للہ ہمارے ان بزرگوں کو جو ریشمی رومال کے خطوط کی سازش کے سلسلے میں بڑی بڑی اذیتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور جب انگریز کلکتے سے دلی منتقل ہوا۔ اس وقت سے لے کر اب تک علماءِ کرام، صوفیاءِ عظام، اہل اللہ سارے کے سارے حکومتوں کے نزدیک یکساں طور پر "غدار" ٹھہرے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کریں گے، کہ غدار کون ہے؟ یہ وہ بات ہے کہ ع

یہی الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

صلح و آشتی کا پیغام

ہم کسی پر الزام دھرنے کے قائل نہیں۔ ہمارے بزرگوں کا یہ طریق نہیں لیکن بہر طور اللہ تعالےٰ نے آپ کو جو عظیم کامیابی اس خدمت کے سلسلے میں نصیب فرمائی جو آپ کے آباؤ اجداد اور اعزاء و اقرباء نے دین کے لئے، اسلام کے لئے، پاکستان کے لئے جو عظیم قربانیاں دیں وہ رائیگاں نہیں گئیں۔ یعنی ملک آزاد ہوا غاصب انگریز دُم دبا کر بھاگ گئے۔ اب بھی اگر دونو قومیں اچھے پڑوسیوں کی طرح رہنا سیکھ لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ اور اگر یہ چیز نہ ہو سکے تو پھر سگے بھائیوں کو زوال کے دھارے سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

اکرامِ ضیف

آپ حضرات علماء کرام اور کچھ احباب کو میں نے مختصر طریقے سے فوری طور پر دعوت دی ہے۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ آپ حضرات کے پاس زیادہ وقت نہیں ورنہ زیادہ بڑے پیمانے پر لاہور کے شہریوں کی طرف استقبالیہ دیا جاتا اور آپ حضرات اپنے مواعظ سے نوازتے اور تبادلۂ خیالات کے لئے ایک اچھا موقعہ میسر آتا۔ اللہ نے چاہا تو آئندہ کسی دورہ پر ایسا ہو سکے گا۔

حضرتؒ عساکرِ مجاہدین کے پُشتی بان تھے

ایک بصیرت افروز واقعہ

ہمارے جو بزرگ دور دراز سے تشریف لایا کرتے تھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کی ہمت افزائی اور ان کے ساتھ ہمنوائی فرمایا کرتے تھے بلکہ اذیتیں اور تکلیفیں اٹھانے میں بھی کمی نہ کرتے تھے۔ ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس کے راوی مبلغِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ دسمبر کی ایک نہایت سرد رات تھی، مجھے ایک تقریر کے سلسلے میں راولپنڈی جانا تھا چنانچہ میں فجر کی اذان سے کوئی ایک گھنٹہ قبل اُٹھا اور اپنی رہائش گاہ واقع فیض باغ سے روانہ ہو کر لاہور ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ جب میں دو موریہ پل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؒ ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں میں نے سلام کیا اور پوچھا "حضرت! اس وقت آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟" انہوں نے خندہ زیرِ لب کے ساتھ مجھ سے سوال کیا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ میں نے بتایا کہ میں ایک تقریر کے سلسلے میں راولپنڈی جا رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرتؒ نے فرمایا "خدا مسبب الاسباب ہے اچھا ہوا کہ آپ مل گئے" تھوڑی دور جا کر جہاں آج کل ریوال بیٹھا ہے آپ رُک گئے اور فرمایا ایک اللہ کا بندہ میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے، وہ آ جائے تو ایک کام آپ کے سپرد کر دوں گا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شخص مذکور بھی آ ملا۔ حضرتؒ نے اُس سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ "یہ مولانا لال حسین اختر ہیں، اپنے آدمی ہیں، اب یہ آپ کے ہمراہ جائیں گے۔" میں نے بڑے غور سے اس شخص کو دیکھا، داڑھی مونچھیں صاف اور انگریزی لباس میں مجھے وہ بڑا عجیب لگا۔ ابھی میں اُس شخص کو دیکھ ہی رہا تھا کہ حضرتؒ نے گٹھڑی میرے ہاتھ میں تھما دی اور فرمایا "اس گٹھڑی میں دو شلواریں، دو قمیضیں، ایک نسخہ کلام پاک، بہشتی زیور کی ایک جلد اور گتے کے ایک ڈبے میں بیس ہزار روپے نقد موجود ہیں۔ آپ اس سامان کے ہمراہ اس شخص کو ٹیکسلا پہنچا کر پھر راولپنڈی جائیں اور اسے ہری پور ہزارہ کی گاڑی میں بٹھا کر گٹھڑی اس کے حوالے کریں" یہ کہہ کر حضرتؒ نے جیب سے کچھ نوٹ نکالے اور زادِ راہ کے طور پر اس شخص کے حوالے کر دیئے۔ اس شخص کی درخواست پر بعد ازاں حضرتؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور واپس شیرانوالہ دروازہ کی طرف پلٹ گئے۔ اسٹیشن پہنچ کر میں نے ٹیکسلا کا اور اس اجنبی نے حویلیاں کا ٹکٹ لیا اور ہم دونوں گاڑی میں سوار ہو گئے، راستہ میں میں نے اُس شخص سے پوچھا "آپ کون ہیں؟ یہ روپیہ کیسا ہے؟ اور حضرتؒ سے آپ کا کیا تعلق ہے؟" اجنبی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "چونکہ حضرتؒ نے آپ پر اعتماد کیا ہے اس لئے میں آپ کو یہ سب کچھ بتانے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا۔ میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی جماعت مجاہدین چمرقند کا ایک رکن ہوں۔ حکومتِ انگریزی کو ختم کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ ہندوستان سے اکثر امداد ملتی رہتی ہے اور حضرتؒ اس امداد کے مرکز ہیں۔ ہمارا کوئی معتمد حضرتؒ کے پاس پہنچتا ہے اور امداد حاصل کرتا ہے ہم میں سے جو بھی آتا ہے وہ واپسی پر حویلیاں کا ٹکٹ لیتا ہے لیکن دو اسٹیشن پہلے ہی اتر جاتا ہے۔ وہاں ہمارے آدمی موجود ہوتے ہیں۔ وہاں سے ہمارا قافلہ ایک غیر آباد جگہ سے دریا عبور کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر چمرقند پہنچتا ہے۔ میں نے جب اس کے داڑھی مونچھوں سے صاف چہرے اور لباس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے بتایا کہ انگریزی حکومت کے جاسوس بُری طرح ہمارا پیچھا کرتے ہیں، ہمارے اکثر آدمی پکڑے گئے اور حکومت نے اُن سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ان پر بے پناہ تشدد کیا اور اُن میں سے اکثر جاں بحق ہو گئے۔ چنانچہ حکومت کے جاسوسوں سے بچنے کے لئے ہمیں مجبوراً بہروپ بھرنا پڑتا ہے تاکہ ہم پہچانے نہ جا سکیں۔ ہم میں سے جو بھی حضرتؒ کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے پہنچتا ہے اس سے یہ حلف لیا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں اپنی آمد و رفت کے راز کو افشا نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہم لوگ کٹ مرتے ہیں مگر کسی کو بھی اپنے راز سے آگاہ نہیں کرتے۔

جاسوسوں سے خبردار رہنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد میاں صاحب کا سایہ دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ انہوں نے "شاندار ماضی" میں لکھا ہے کہ ہمارے اکابر انگریز کے لئے جب سحور کے وقت بد دعا کیا کرتے تھے تو در و دیوار کو تاک لیا کرتے تھے، جھانک لیا کرتے تھے کہ کوئی اس قسم کا تو نہیں یہاں یعنی "دیوار ہم گوش دارد" والا معاملہ تو نہیں ہے؟۔

ہمارے اکابر کی بے لوث خدمات

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمارے بزرگ اللہ کے حضور کہہ سکتے ہیں کہ ؎

شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم
حاصلِ عمر فدائے سرِ یارے کردہ ام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ (میرے والد مغفور و مرحوم) کہ میرا خطۂ پنجاب زرخیز بھی ہے، مردم خیز بھی ہے اور فتنہ انگیز

بھی ہے ۔ دیکھ لیجئے کتنا گیہوں پنجاب میں پیدا ہوتا ہے ۔ گویا زمین سونا اگل رہی ہے ۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسے ، مفتی محمد حسنؒ جیسے کاملین کو اس خطے میں پیدا کیا ۔ یا ہمارے اکابر جن کو خدمتِ دینِ متین کا موقعہ ملا ، اگرچہ وہ یہاں کی پیدا وار نہیں وہ کہیں سے بچارے چلے ، کہیں جا کر کے دارالعلوم دیوبند میں تکمیل کی اور پھر کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو مارا ۔ نفس کشی کی اور اس کے بعد شیخ کے ارشاد پر کسی دینی مدرسے یا کسی دینی درس گاہ میں دین کی خدمت کے لئے ساری زندگی کے لئے قائم ہو گئے ۔ سو الحمد للہ یہ کام ...... ؎

کچھ کام کر رہی ہیں آخر مری ناکامیاں

حضرت مدنیؒ کی للّٰہیت اور دیانت دوست دشمن سب مانتے ہیں ۔

کسی نوجوان کا ایک مضمون تھا اس کے آخر میں اس نے لکھا کہ تم لوگ حضرت مدنیؒ پہ یوں ہی اتہام باندھتے ہو ۔ واقعہ یہ ہے کہ کیا اُن کا مخالف اور کیا اُن کا موافق چاہے ہند و پاکستان کے کسی بھی گوشے میں کوئی چھوٹی سی دو انچ کی مسجد ہے اُس کا کوئی امام ہے یا خطیب ہے یا مؤذن ہے تو یقیناً حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دیانت ، للّٰہیت ، صداقت اور عظیم قربانیوں پر ، عزیمت پر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ خود حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے مخالف جماعتیں مجھ سے اس لئے گھبراتی اور پریشان ہوتی ہیں کہ میں جس مشن کو اپنا لوں تو پھر نہ رات دیکھتا ہوں نہ دن ، نہ آرام دیکھتا ہوں نہ تکلیف ، نہ گلی کوچہ دیکھتا ہوں نہ کسی بڑے شہر کا کوئی بڑا مال روڈ ، میں دین کے لئے ، اسلام کے لئے ، اپنے نصب العین اور مشن کے لئے ہر جگہ جاتا ہوں اور یہاں تک کہ اگر برطانوی سامراج کو کتی بھی بھونکتا ہے تو میں اُسے بھی بھیک دلا کر کے پا لوں گا اور اس کو بھی شاباش دونگا اور اس کا بھی ساتھ دوں گا ۔ (الفاظ میرے ہیں مفہوم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے) ۔

مہمان حضرات کی عزت افزائی

میں اپنے معزز مہمانوں کا ذاتی طور پر تہہ دل سے مشکور ہوں ، ممنون ہوں ، شکریہ ادا کرتا ہوں ، اہلِ لاہور کی طرف سے اُن کی نمائندگی کرتے ہوئے اَھْلاً وَّ سَھْلاً مرحبا کی صدا ان کے کانوں تک پہنچاتا ہوں ۔ ہمارے بعض مقامی بزرگ اور اہلِ محلّہ یہاں پر اس وقت موجود ہیں ۔ ان سب کے دل کی واقعی یہی آواز ہے ۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد

دارالعلوم دیو بند کا مقصد تھا کہ ملک میں اللہ کا دین غالب ہو ۔ هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۱۰ س التوبہ ع۵ آیت ۳۳) دین کے غلبے کے لئے تن من دھن سب کچھ نثار کرنے کے لئے ہم بھی اور ہمارے بھائی بند بھی چاہے وہ عالم ہیں یا کوئی اور کام کر سکتے ہیں ۔ سب کو ایک ہی نصب العین کے لئے جادہ پیما رہنے کا حکم ہے ۔ اور وہ ہے صراطِ مستقیم ، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ، سیدھا اور صحیح خط ایک ہی ہو سکتا ہے ، ترچھے اور ٹیڑھے خط ہزاروں لاکھوں ہو سکتے ہیں ۔

رحمانی اور شیطانی لائنیں ۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ کراچی سے لنڈی کوتل تک گاڑی جاتی ہے ۔ دونو پٹڑیاں ساتھ ساتھ بچھی ہوئی ہیں ۔ ایک رحمان کی ایک شیطان کی قرار دے لیجئے ۔ خوش قسمت ہیں جو رحمان کی گاڑی کے ساتھ مل گئے ، ان کے ساتھ وابستگی ہو گئی اور ان کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا ۔ بد قسمت ہیں وہ لوگ جو سلسلۂ خیر کے بجائے سلسلۂ شر کے اور شیطان کے آلہ کار اور بھائی بند بنے ۔ نام لینے کا موقع نہیں ہے ۔ وہ کوئی بھی ہو خود بخود اس زد میں آئے گا چاہے منکرینِ حدیث ہوں ، چاہے صحابہ کرام پہ طعن اور سبّ و شتم کرنے والے ہوں ۔ چاہے نبوّت کے ڈاکو ، نبوت پہ حملہ آور یا اس کے علاوہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ۔ مارِ آستین قسم کے فرقے جو شروع سے جمع ہو گئے تھے خوارج اور معتزلہ کی طرح ۔

علماءِ حق نے ہر زمانہ میں عظیم قربانیاں دیں

ان مشکل حالات کے باوجود علماءِ حق نے عظیم قربانیاں دے کر دین کو تیرھویں صدی تک سینے سے لگائے رکھا ۔ اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور قرار دیا ، اپنی طمانیتِ قلب کے لئے دین کی تعلیم کو کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کے لئے جو اُن سے ہو سکتا تھا ، بن پڑتا تھا انہوں نے کیا اور سیاسی معاملات میں بھی نہیں چوکے ، جب موقعہ آیا اس ملک سے انگریز کو نکال باہر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ۔

معزز علمائے مشرقی پاکستان کے ساتھ رابطہ پر اظہارِ مسرت

ہمیں آپ حضرات کی آمد کی بڑی خوشی ہے ۔ خدا آپ کو بار بار لائے اور ہم اسی خواہش سے آپ کو واپس آپ کے گھروں میں بھیج رہے ہیں کہ بسلامت روی و باز آئی ۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ آپ کے پاس بار بار آنے کی توفیق دے ۔ یہی ایک طریقہ ہے ، یہی ایک سلسلہ ہے ، یہی ہے اعتصام بحبل اللہ اور حبل اللہ المتین جسے تھام کر نہ آپ کہیں بھٹک سکتے ہیں نہ ہم ۔ جسے قبول کر کے ، اُس پر عمل کر کے انشاء اللہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے ۔

گفتن و کردن فرقے دارد

جو قرآن کی ، اسلام کی تعلیمات کے دینوی اصول پر عمل کرتا ہے کبھی ناکام نہیں رہا اور جو اخروی اصول کو اپنائے گا یقیناً اس کی کامیابی اسی پر ہو گی ۔ اور یہ بڑا کٹھن وقت ہے ، بڑی مصیبت کا وقت ہے لیکن ملک اسلام اور قرآن کے نام پر حاصل کیا گیا کہ پاکستان کے معنے کیا ؟ لا الہ الا اللہ ۔ پاکستان کا دستور کیا ؟ قرآن اور حدیث ۔ اسی طرح باقی چیزیں ہیں مگر جیسے ہی اللہ نے کامیابی دی ، وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا کے مصداق اس طرح بھول گئے کہ جیسے انہیں پتہ ہی نہیں ۔ یورپ جاتے ہیں تو راگ الاپتے ہیں کہ ہم مُلّا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے ۔ خدا معلوم مُلّا ازم ان کے ذہن میں کیا ہے ؟ اور واپس آتے ہیں تو کہتے ہیں جو بھی قانون بنے گا کتاب و سنت کی روشنی میں بنے گا ۔ ہر خلافِ اسلام قانون کے متعلق یہی کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام کی روح کے مطابق ہے ۔ ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام کا جھٹکا آپ نے کب کیا ۔ کہ اس کی روح الگ کر

دی اور اس کا جسم الگ کر دیا! روح اور جسم الگ ہونے کے بعد تو پھر دنیا میں اس کے قیام اور اس کی بقا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ذات جس طرح بھی باقی رکھے۔ مگر یہ روح الگ کر دی اسلام سے اور اسلام کا ڈھانچہ الگ کر دیا، تو پھر معنیٰ کیا ہوئے؟

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

مسجد سے وابستگی کی ترغیب

اللہ تعالیٰ آپ کو بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔ آپ کی نسلوں میں اللہ تعالیٰ دین کو جاری و ساری فرمائے اور دین حق پر عمل پیدا ہونے اور دین حق کی تعلیم و تشریح کو عام کرنے کے لئے مدارس دینیہ کے ساتھ، مساجد کو آباد کرنے کے ساتھ، ذوق و شوق اللہ تعالیٰ دے۔ اور اپنی سماجی، سیاسی، اخلاقی ضروریات کے لئے مسجد ہی کو محور اور منبع قرار دینے کی مسلمانوں کو توفیق دیں۔ جس وقت تک آپ کی یونیورسٹیاں مساجد تھیں، مسجد نبویؐ کے بعد اور جس قدر فیصلہ جات ہوتے تھے تقریباً وہیں ہوتے تھے، وفود آتے غیر مذاہب کے ان سے باتیں وہیں ہوتیں، دعوتیں وہیں دی جاتیں اس کے علاوہ بھی کچھ کمی نہیں کی گئی۔ آج ہمارا تعلق مسجد نبوی سے جوں جوں دور ہوتا جا رہا ہے، ٹوٹتا چلا جا رہا ہے، ہماری ملت کا شیرازہ بکھرتا چلا جا رہا ہے۔ یعنی آج عدالتِ عالیہ الگ، محکمہ پولیس الگ اور خورد و نوش کے محکمہ جات الگ اور ہر محکمے کا الگ الگ سربراہ ہے، جو چاہے کھل کھیلے کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ اخباروں میں آپ دیکھتے ہی رہتے ہوں گے کہ علماء پر طعن و تشنیع اور غدار ہیں اور یہ ہیں اور وہ ہیں اور ان کے اپنے کارنامے پوست کندہ حالات اگر معلوم ہوں تو آپ انگشت بدنداں رہ جائیں اور ان کو بھی باور نہ آئے جن کے یہ کارنامے اور کرتوتیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس قسم کے شرِ شیاطین، سے محفوظ رکھے۔

علماء کی دو قسمیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ اَلَا اِنَّ شَرَّ شَرَارِ الْعُلَمَآءِ، اَلَا اِنَّ خَیَارَ خَیَارِ الْعُلَمَآءِ بہترین بھی اس امت کے علماء ہیں، بدترین بھی علماء ہیں۔ علماء حق اور علماء سُوء۔ جتنے بھی ہمارے بزرگ اور پاکستان کے اس حصے کے احبابِ کرام ہیں ان کی عمروں میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں، عزائم میں بھی قوت عطا فرمائیں اور دینی اور سیاسی محاذوں کو جیسے ان کے بزرگوں نے قائم رکھا تھا اسے چودھویں صدی سے پندرھویں صدی تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیں۔

دارالعلوم دیوبند کی خدمات علمی۔

تیرھویں صدی تک سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے نامی گرامی صاحبزادگان تک شاہ عبدالعزیزؒ ہوں یا شاہ عبدالقادر وغیرہما ان کی لگائی ہوئی یہ دارالعلوم دیوبند میں خشتِ اوّل اور ان کا لگایا ہوا یہ پودا ہرا بھرا ہوا، پھلا پھولا۔ ساری دنیا میں بالعموم ایشیا میں اور ہند و پاکستان میں بالخصوص اسلام کی بقاء کا ذریعہ بنا۔

قوم نے سچے خیر خواہوں کو کبھی بھی نہ پہچانا

کوئی بھی شخص کسی بھی مذہب جماعت سے تعلق رکھتا ہو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دیانت للہیت اور تقوے پر شک نہیں کر سکتا تھا۔ جیسے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بد ترین مخالف بھی امانتیں آپؐ کے پاس رکھتے اور دین کو قبول نہ کرتے اور مجنون اور کیا کیا قرار دیتے۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے حقیقت حال کا کہ کون خلق اللہ کا سچا خیر خواہ تھا اور کون تھا سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کا دنیا کے اندر ڈول ڈالنے والا!۔

دعا جو اس سلسلۂ خیر کے وابستگان ہیں اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جو زندہ ہیں ان کے عزائم میں برکت دیں اور یہی ان کے لئے عبادت سے کم نہیں (فرائض کے بعد) اور اللہ تعالیٰ اس راستے میں موت بھی دے دے تو اس سے بڑی شہادت اور کیا ہو گی؟

بقیہ: تقریر حضرت مولانا محی الدین صاحب

نے ان کو معاشرے سے نکال دیا، یا کسی وجہ وہ بہت بڑے مجرم قرار پائے، پھر مشنریوں نے ان کو لے لیا۔ اور پاکستان بننے کے بعد بیس سال کی رپورٹ ہے کہ مشرقی پاکستان میں قریب قریب چھ ہزار مسلمانوں کو ان لوگوں نے مرتد کر لیا، وہ عیسائی ہو گئے۔ یہ سب کچھ چپکے سے ہوا۔ کچھ مہاجرین تھے جو آسام سے بے سروسامان آئے، ان لوگوں میں بھی عیسائیوں نے تبلیغ کی، طوفان اور افلاس زدہ لوگوں میں بھی عیسائیوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ لیکن اب علماءِ کرام آگاہ ہو چکے ہیں اور ڈٹ کر اس کا بھی مقابلہ ہو رہا ہے۔

مشرقی پاکستان کی روحانیت کا مرکز یہاں ہے

آپ حضرات یہاں دعا فرمائیں تاکہ ہم اور آپ شانہ بشانہ ہر قسم کے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں، ہماری طاقت کا مرکز آپ ہیں، روحانیت کا مرکز ہمارا یہاں ہے، لیکن کام کرنے والے (کارکن) آپ کو مشرقی پاکستان میں ملیں گے۔ انشاء اللہ العزیز ہم لوگ ایک ساتھ مل کے اگر کام کریں تو جیسا حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو تقویت پہنچانے کے لئے بنگال سے تین تین مہینے پیدل سفر کر کے لوگ بالاکوٹ سمرقند تک پہنچتے تھے بالکل اسی طرح سے یہ سلسلہ پھر زندہ ہو گا۔ انشاء اللہ مجاہدین کا سپلائی سینٹر (SUPPLY CENTRE) مشرقی پاکستان رہے گا۔

دعا۔ اب دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور عزم میں قوت پیدا فرمائے۔ آمین

بقیہ: قرار دادیں

تو ہماری حالت یقیناً اس کارواں کی سی رہے گی جس کی کوئی منزل ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حالت پر کوئی معقول آدمی کسی صورت بھی مطمئن نہیں رہ سکتا۔

اس موقعہ پر جمعیت علماء اسلام کے اکابرین سے بھی یہ گذارش بے جا نہ ہو گی کہ وہ مطالبات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ حکمتِ تبلیغ سے کام لیتے ہوئے اصلاح معاشرہ کی طرف بھی پوری توجہ دیں اور حکمرانوں کے سامنے بھی جو مطالبات پیش کریں اس میں دینی خیر خواہی کا جذبہ ہی کار فرما رہنا چاہیئے۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درسِ قرآن

منعقدہ ۲۸ رمئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۷)

بشر حافی گذرے ہیں بغداد میں۔ بشرِ حافی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد ابن حنبلؒ کے زمانے میں — بشرِ حافی — بشر نام تھا — حافی کہتے ہیں پا برہنہ۔ ننگے پاؤں رہنے والا — پہلی زندگی بڑی شراب کباب کی گذری تھی، امام الانبیاءؐ کے نام کی عزّت کی۔ اللہ نے ولایت دے دی — بشرِ حافی ولی بن گئے —— پا برہنہ پھرتے تھے، اُن کے حالات میں میں نے پڑھا ہے کہ وہ جس راستے سے گذر جاتے تھے، اُس راستے سے اُس دن چارپائے نہیں گذرتے تھے کہ بشرِ حافی گذر گیا ہے اس راستے سے، ننگے پاؤں چلنے والا — یہ جانتے ہیں بھائی! پرندے بھی جانتے ہیں، چرندے بھی جانتے ہیں اور امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو جانا ہے انہوں نے، مجھے بھی جان لیتے ہیں، آپ کو بھی جانتے ہیں، ان میں اللہ تعالےٰ نے بڑا شعور رکھا ہے۔ یہ وہ گناہ نہیں کرتے جو ہم لوگ کرتے ہیں۔ ہُد ہُد کا واقعہ دیکھ لیں قرآن میں نہیں ہے؟ ہُد ہُد جب پہنچتا ہے ملکۂ سبا کے پاس اور واپس آیا حضرت سلیمانؑ کے پاس اور فرمایا حضرت سلیمانؑ نے کہ کہاں تُو نے اتنی دیر لگائی؟ بلا اجازت تو غیر حاضر رہا۔ تُو فیکٹری سے کہاں چلا گیا؟ اس نے کہا۔ جی ذرا بات سن لو پھر جو سزا دینی ہو دینا — جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ۔ میں یہاں سے اُڑ کر جی ملکِ سبا چلا گیا اور وہاں سے میں ایک عجیب خبر لایا۔ آپ بھی ذرا سن لیں اے اللہ کے نبیؑ! اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ سبحان اللہ —— قرآن بھائی! اللہ مجھے آپ کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے بڑی پیاری کتاب ہے۔ اِنِّىْ وَجَدْتُّ اِمْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ — جی میں گیا ملکِ سبا میں، میں نے دیکھا کہ وہاں اُن کی بادشاہ ایک عورت ہے تَمْلِكُهُمْ عورت بادشاہ ہے (یہاں ہوتا تو دیکھتا اُس کو پتہ لگتا کہ کیا تماشا بنا ہوا ہے) اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ اور جو اُن مردوں کی بھی بادشاہ ہے۔ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔ اور مجھے اے سلیمان علیک السلام! اس پر تعجب نہیں آیا۔ تعجب کی بات آگے ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ میں نے دیکھا کہ وہ ملکۂ سبا اور اس کی ساری قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو پوجتی ہے —— دیکھا۔ پرندہ بہتر ہے کہ میں، آپ بہتر؟ —— وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ میں نے دیکھا کہ وہ ملکۂ سبا اور اس کی ساری قوم اللہ کے سامنے نہیں جھکتی، سورج کے سامنے جھکتی ہے۔ مجھے بڑا تعجب آیا۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شرک جیسا گندہ کام انسانوں کے بغیر کوئی نہیں کرتا۔ شرک جیسا گندہ کام، اپنے آپ کو ذلیل کرنے والے، انسان کبھی اونٹ کے سامنے جھکا، انسان کبھی گیدڑ کے سامنے جھکا، انسان کبھی بلّی کے سامنے جھکا (اُٹھا کر دیکھیئے "تاریخ بلِ قدیمہ" کہ انسان نے کتنی کتنی ذلتیں برداشت کیں) واقعی شرک جیسی ذلت بھی کوئی نہیں۔ جب ایک انسان اپنے رب کے دروازے کو چھوڑ کر دوسروں کے در پر جاتا ہے۔ اس سے ذلیل بھی کوئی نہیں۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (اللہ مجھے اور آپ کو شرکِ جلی اور شرکِ خفی سے بچائے) تو میں عرض کر رہا تھا وہ سانپ کی بات۔ کہ سانپ جب حاضرِ خدمت ہوا اپنے شیخ کے، تو شیخ نے پوچھا کہ سنا مرید! کیسے گذری؟ کہا جی بات تو بڑی اچھی ہے لیکن حضرت! آپ نے مجھے جو فرمایا تھا میں اس پر بڑی سختی کے ساتھ عامل ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا کسی کو دُکھ نہ دینا۔ تو میں نے دُکھ تو نہیں دیا کسی کو لیکن میرا یہ حال دیکھ لیں۔ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، چمڑا سارا اُکھڑا ہوا ہے، مار مار کر بچوں نے میرا سارا سر گنجا کر دیا ہے، کوئی لاٹھیاں مارتا ہے، کوئی تھوکتا ہے۔ تو فرمایا کہ میں نے تو یہی کہا تھا نا کہ کسی کو دُکھ نہ دینا، یہی کہا تھا نا؟ ہاں جی —" "تو بھائی! دکھ نہ دیا کرو، شونکا تو کرو —— تم شونکنے بھی نہیں؟ پھنکارنے بھی نہیں؟ میرے الفاظ سوچو۔ میرے الفاظ کیا تھے؟ کسی کو دکھ نہ دینا، ظالم نہ بننا، دفاع تو کرو۔ قوتِ مدافعت تو اللہ نے ہر چیز میں رکھی ہے، پرندے میں رکھی، چرندے میں رکھی، قوتِ مدافعت مجھے دی، آپ کو دی۔ اللہ تعالےٰ نے قوتِ مدافعت ہر مخلوق کو دی ہے" تو فرمایا کہ میں نے تو کہا تھا کہ حملہ نہ کرنا۔ اوفینس (OFFENCE) نہ کرنا، ڈیفنس (DEFENCE) تو کرنا۔ تم نے دونو باتیں چھوڑ دیں؟ بڑے بے وقوف ہو۔ میری ہدایت یہ ہے کہ دُکھ نہ دینا کسی کو، حملہ نہ کرنا، اپنی جان کو بچانا —— تو قوتِ مدافعت اللہ نے ہر چیز میں رکھی ہے اس لئے صرف جمال سے کام نہیں چلتا، جلال سے کام چلتا ہے۔ اور جلال کو نہیں برداشت کر سکا انگریز، جلال کو نہیں برداشت کر سکا اسلام کا دشمن، جمال کی جھلکیاں کہیں کہیں برداشت کر لیں۔ کیا قصور کیا تھا ہمارے اکابر نے؟ ان کو جیلوں میں ڈالا، ان کے وظیفے بند کئے، ان کو سزائیں دیں، انہوں نے کیا کیا تھا؟ اُن میں قوتِ جلالیت تھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس لئے انگریز قوتِ جلال کو نہیں برداشت کر سکا۔ جمال کو برداشت کرتا گیا — (اشارے کر رہا ہوں) جمال کو انگریز

نے برداشت کیا لیکن جلال کو نہیں برداشت کر سکا۔ تو قرآن کی یہ سورت ساری جلالی ہے ۔ اب وقت بڑا کافی ہو گیا ہے۔ میں چند آیتوں کا ترجمہ کر جاتا ہوں۔ انشاء اللہ تفسیر پھر عرض کروں گا تاکہ درسِ قرآن جو ہے وہ قرآن کے الفاظ میں ترجمہ بھی ہو جائے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: خطبہ جمعہ

جوابدہی بہت مشکل ہو گی۔ لوگ صرف اپنا اپنا حساب دیں گے لیکن حکمرانوں کو اپنی رعایا کے اعمال اور حساب کتاب پر بھی گرفت اور پکڑ ہو گی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلام کی تعلیمات پہ چلنے اور آخرت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

بقیہ: مجلسِ ذکر

مولانا محمد علی، شوکت علی، حسرت موہانی، حضرت سندھیؒ، مولانا مدنیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ اور دوسرے اکابر سب کی تمنا یہی تھی کہ مسلمانوں میں انگریزی دانوں میں اور دنیا داروں میں اور دینداروں میں یہ خلیج جو انگریز وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جا رہا ہے، اسے پاٹ دیا جائے، باہم دگر انہیں ملا دیا جائے، دیوبند اور علی گڑھ کے فضلاء کو اسلام کے نقطۂ اشتراک پہ متحد اور متفق کر دیا جائے۔ تو الحمدللہ ان کی کوششیں بار آور ہوئیں، ہندوستان آزاد ہوا اور اُن کی قربانیاں کام آئیں۔ آج وہ نیو میں ہیں ایسے جیسے کہ اس عمارت کو آپ دیکھ رہے ہیں، اس کی نیو جس پر یہ عظیم الشان عمارت قائم ہے۔ وہ آثار چاہے نظروں سے اوجھل ہیں لیکن حقیقت میں یہ عظیم الشان عمارت انہی آثار پر قائم ہے۔ میں سمجھتا ہوں صدیوں پہلے جس عمارت کی نیو سیدنا اسماعیلؑ و ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھی اور صدیوں بعد عثمانِ غنیؓ حضرات حسنینؓ اور دوسرے خوش قسمت شہداء ملت ہیں جن کی برکت سے اسلام آج زندہ و تابندہ ہے۔ اور تا قیامت اسی طرح چمکتا دمکتا اور دنیا کے لاکھوں انسانوں کی دینوی و اخروی سرخروی اور نجات کا باعث ثابت ہو گا۔

موتِ محمود یا شہادت مقبول کی دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی اگر زندہ رکھے تو اسی طرح ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پہ عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ موت دیں تو موتِ محمود یا موتِ شہادتِ مقبول عطا فرمائیں اور شہادت بھی اللہ تعالیٰ ایسی عطا فرمائیں جیسی کہ ان اللہ کے بندوں کو ملی ہے کہ جن کی وجہ سے اسلام زندہ ہو گیا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

ضرورت ہے

بمقام گاڑھی موری دایا پیرجوگوٹھ ضلع خیرپور میرس سندھ اور شکارپور سندھ میں ہفت روزہ خدام الدین کی تقسیم کے لئے دیانت دار اور مخلص ایجنٹوں کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات سرکولیشن مینجر سے خط و کتابت کریں۔ (سرکولیشن مینجر)

جمعیۃ الطلبہ کا ہفتہ وار جلسہ

۲۲ اور ۲۳ مئی کی درمیانی شب کو جمعیۃ الطلبہ جامعہ مدنیہ کا ہفتہ وار سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں زیرِ صدارت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہم ہو گا۔ اس جلسہ سے حضرت مولانا کریم اللہ صاحب، حضرت مولانا ظہور الحق صاحب، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب، مدرسین جامعہ ہذا کے علاوہ مختلف طلبہ کرام

مدرسہ عربیہ ضیاء القرآن رحمانیہ

قصبہ لصبیر پور تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال کا دورِ جدید

اس مدرسہ میں شعبہ درجہ حفظ القرآن میں تجوید و قرأت کا بہت ہی نمایاں انتظام کیا گیا ہے اور حفظ کے لئے جناب قاری حافظ قطب الدین صاحب چک نمبر ۵۶۹/ای۔بی۔ وہاڑی کی خدمات موقوف ہے۔

نوٹ: طلباء کے لئے رہائش کا نہایت اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ مثلاً چارپائی، صابن، تیل، حجامت، کتب، طعام، قیام اور علاج وغیرہ تمام ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ طلباء جلد از جلد رجوع کریں۔ داخلہ جاری ہے۔

اور یہ تمام تر اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کیا جا رہا ہے۔ اس لئے تمام معاونین احباب سے پرزور اپیل ہے کہ مدرسہ کی دل کھول کر اعانت کریں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

(محمد علی شاکر ناظم مدرسہ)

جانشینِ شیخ التفسیر کی

نشری تقریر

مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۶۸ء ریڈیو پاکستان لاہور سے جمہور کی آواز کے پروگرام میں حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ "انفاق فی سبیل اللہ" کے عنوان پر چھ بج کر پینتالیس منٹ پر تقریر فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

(بچوں کا صفحہ)

چند سنہری اصول

شفیق الرحمان، دارالاسلام وسن پورہ لاہور

انسان الگ اور تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا بلکہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے - اسی گروہ کو سماج کہتے ہیں - اسی سماج میں ہر وقت کچھ امراض پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کو دور کرنا اور سماج کو ان سے پاک کرنا سماجی بہبود کہلاتا ہے - اسلام اور سماجی بہبود میں کتنا تعلق ہے ؟ اس کے متعلق قرآن پاک کا یہ ارشاد اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مومن (مسلمان) آپس میں بھائی بھائی ہیں - ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - "مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ کی تکالیف سے محفوظ رکھے"

جس معاشرہ میں لوگ آپس میں بھائی بند بن کر رہیں دوسرے مسلمانوں کی تکالیف کو اپنی تکلیف اور ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھیں - جہاں تک ہو سکے ان کی تکالیف کو رفع کریں اور دوسروں کو اپنی زبان اور ہاتھ کی تکالیف سے محفوظ رکھیں - ایسے معاشرہ میں کبھی خرابیاں پیدا نہیں ہو سکتیں -

بڑی بڑی سماجی برائیاں جہالت، خودغرضی قتل و غارت، سود، رشوت خوری، چور بازاری، شراب اور جوا اور گداگری ہیں - اسلام فرداً فرداً ان تمام امراض کی جڑ کاٹتا ہے مثلاً جہالت ایک معاشرتی ناسور ہے - جس سے انسان اپنے اچھے برے میں تمیز نہیں کر سکتا - فضول اوہام اور ٹونے ٹوٹکوں کا شکار ہو جاتا ہے - فضول رسم و رواج پر فضول خرچی کرتا ہے جس کے انسداد کے لئے اسلام نے انفرادی اور اجتماعی ہر دو طریقے سے حصولِ علم کی ترغیب دلائی ہے - ارشادِ خداوندی ہے - اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا کہ بے شک تمام لوگوں میں اللہ کے بندے ہی ڈرتے ہیں - اس کے علاوہ ارشادِ نبویؐ ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ حصولِ علم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے - یعنی حصول علم کو اتنا ضروری قرار دیا کہ اس کو فرض کے برابر قرار دیا - آپ نے ایک بار فرمایا تھا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے - اسی طرح عالموں پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً کہ خواہ تمہیں ایک آیت معلوم ہو تم اس کو لوگوں تک پہنچا دو - اسی لئے ایک اسلامی معاشرہ میں مساجد و مدارس اور یونیورسٹیوں کا ہونا ضروری ہے -

خودغرضی خود غرضی معاشرہ میں ہر قسم کے مذموم جرائم کو جنم دیتی ہے - ملاوٹ، رشوت، سود خوری، سمگلنگ، چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ سب اسی خود غرضی کی مذموم اشکال ہیں - اسلام نے خود غرضی کے ان جرائم کو ختم کرنے کے لئے کتنے واضح اور سنہری اصول پیش کئے ہیں ؟ چند ایک ملاحظہ ہوں -

ملاوٹ ایک مرتبہ آپؐ نے ایک دوکاندار کو دیکھا کہ اس نے گندم میں ملاوٹ کی ہوئی ہے - آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا - جس نے کسی سے دھوکا کیا وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ امت محمدیہ سے خارج ہے اور اسلام سے خارج ہے

کم تولنا قرآن کریم میں ہے وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ کم تولنے والوں کے لئے ویل (جہنم کا ایک گڑھا) ٹھکانا ہے -

رشوت رشوت کے متعلق فرمایا، اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ - کہ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں -

سود سود کے متعلق فرمایا کہ لوگو! سود سے باز آ جاؤ - گویا سود خواری سے باز نہ آنا اس کمزور و ناکس انسان کا خدا جیسی بزرگ و برتر ہستی سے اعلانِ جنگ کرنا ہے - جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان خود ہی جہنم کا ایندھن بنے گا -

چوری چوری کے بارے میں گوہر افشانی کی کہ چور کے ہاتھ کاٹ دو - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی بارہ آنہ کی چیز بھی چرائے تو اس کے ہاتھ کاٹ دو - اس طرح یہ تصور دلانا مقصود ہے کہ وہ قیمتی ہاتھ جن کی دیت شریعت نے سو اونٹ مقرر کی ہے - اگر چوری کرے تو اس کی قیمت بارہ آنہ بھی نہیں رہتی -

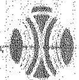
ذخیرہ اندوزی ذخیرہ اندوزی کے متعلق فرمایا کہ جس نے کسی چیز کو چالیس روز تک بند رکھا خیال ہو کہ اس کی قیمت بڑھے تو پھر بازار میں لے جاؤں گا تو وہ اگر اس چیز کو خیرات بھی کیوں نہ کر دے پھر بھی اس کا گناہ معاف نہ ہو گا - اس کی نماز قبول نہ ہو گی - نیز اللہ تعالیٰ اسے غربت و افلاس اور امراض جذام میں مبتلا فرما دیں گے -

شراب شراب ام الخبائث ہے - جس کی مستی میں آ کر ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار انسان بھی اس طرح ہوش و حواس کھو دیتا ہے کہ قتل جیسے سنگین جرائم بھی کر ڈالتا ہے - اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام ہی کر ڈالا - فرمایا اِنَّمَا الْخَمْرُ .... مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کہ شراب اور جوا ناپاک ہیں - اور شیطان کے کام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے -

جرائم کی روک تھام جرائم کی روک تھام کے متعلق فرمایا کہ ہر ایک مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق شریعت کی مقرر کی ہوئی سزا ہے - اس کی سزا میں کسی قسم کی رعایت یا نرمی کا سلوک نہ ہونا چاہیئے لَا تَاْخُذْکُمْ بِہِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ - اللہ کے دین میں کسی قسم کی نرمی نہ برتی جائے - نیز فرمایا کہ اس کو بر سر عام سزا ملنی چاہیئے - وَلْیَشْہَدْ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ان کی سزا کو مومنین کا ایک گروہ مشاہدہ کرے تا کہ مجرم کو بر سر عام سزا ملتے وقت باقی لوگ آئندہ ڈر اور رسوائی کے خوف سے جرم سے بچے رہیں -

غربا کے لئے امیروں کو حکم دیا کہ غریبوں کی امداد کرو - ورنہ تمہاری دولت پاک نہیں رہ سکتی - ان کے دکھ درد میں شریک رہو - اور ان کو بھی اپنے جیسا ہی خیال کرو -

یہ ہیں وہ چند سنہری اصول جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے -



ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور طابع چھپا اور ...